اقامۃ القیامہ

یعنی

کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولینا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی

برکاتی پبلشرز
۱۲۳- چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی ۲
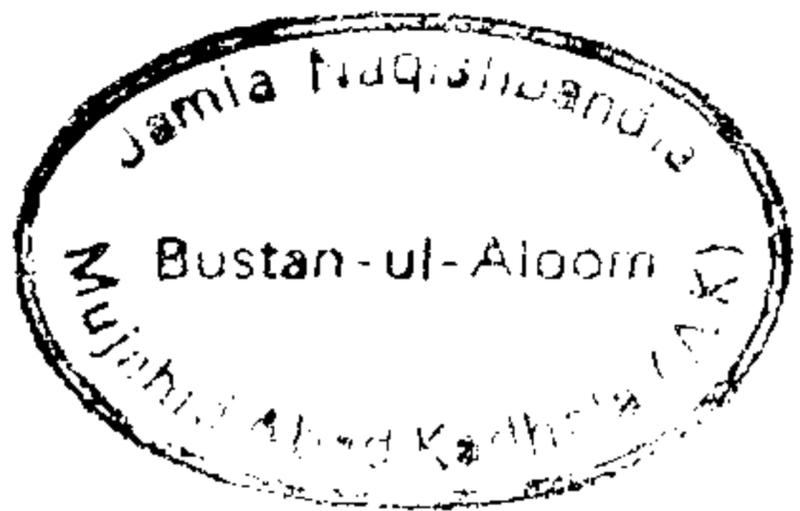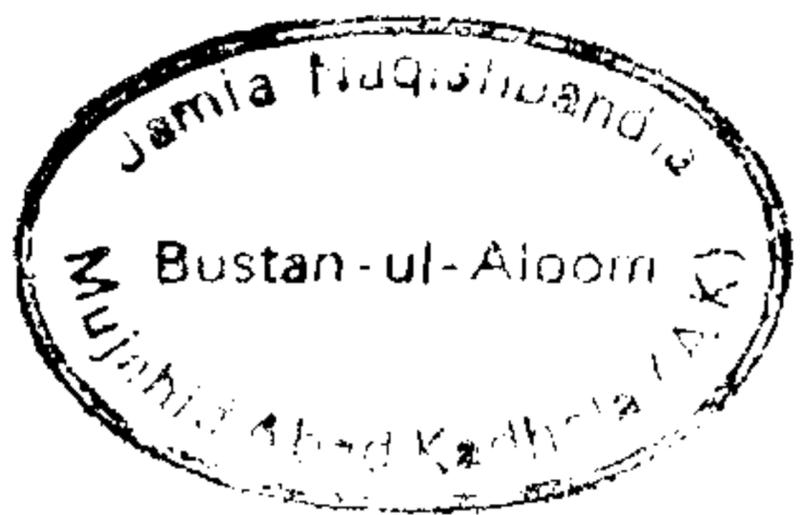
کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا
دلائل قاہرہ سے ثبوت

اِقَامَۃُ الْقِیَامَہ
عَلٰی طَاعِنِ الْقِیَامِ لِنَبِیِّ تِہَامَہ
۱۲۹۹ھ

اَلْجَزَاءُ الْمُھَیَّا لِغَلْمَۃِ کَنْھِیَّا
۱۳۲۰ھ

ہر دو رسائل

از

اعلیٰحضرت امام اہل سنت
مولینا شاہ احمد رضا خان بریلوی

برکاتی پبلشرز ۱۲۳ چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی ۲

کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا
دلائل قاہرہ سے ثبوت

اقامۃ القیامہ
علیٰ طاعن القیام لنبی تہامہ ۱۲۹۹ھ

الجزاء المہیا لغلمۃ کنہیا ۱۳۲۰ھ

ہر دو رسائل

از

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت
مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی

برکاتی پبلشرز ۱۲۳ چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی ۲

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۶

نام کتاب ـــــــ اقامۃ القیامۃ

مصنف ـــــــ اعلیٰ حضرت مولینا احمد رضا بریلوی

ناشر ـــــــ برکاتی پبلشرز فون ۲۴۸۷۰۸

طباعت ـــــــ باراول ستمبر ۱۹۸۶ء

مطبع ـــــــ مشہور آفسٹ پریس کراچی ۱

قیمت ـــــــ

واحد تقسیم کار

دار العلوم احسن البرکات شارع مفتی خلیل خان

نزد هوم اسٹیڈ ہال حیدر آباد سندھ

فہرست مضامین

حُبِّ پیغمبر کی دُنیائے جمیل

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی شخصیت اس قدر دلآویز ہے کہ جس پہلو سے انہیں دیکھا جائے اسی اعتبار سے ہدیۂ دل پیش کرنے کو جی چاہتا ہے اللہ تعالےٰ نے آپ کو کم و بیش پچاس علوم میں وہ بے مثال بصیرت عطا فرمائی تھی کہ آپ کے معاصرین کو ان علوم میں سے بعض میں بھی اس بصیرت کا عشر عشیر حاصل نہ تھا آپ کی ایک ہزار کے لگ بھگ بلند پایہ تصنیفات خصوصاً فتاوےٰ رضویہ کی بارہ ضخیم جلدوں کو دیکھکر آپ کی جلالت علمی دقت نظری، نکتہ آفرینی، قوت استدلال، قرآن و حدیث اور کتب سلف پر گہری نظر کا اعتراف کرنے پر ہر موافق و مخالف مجبور ہو جاتا ہے آپ کے فضل و کمال علمی کا سکہ عرب و عجم کے علماء نے تسلیم کیا آپ نے تمام عمر دین متین کی خدمت میں صرف کر دی تیرہویں صدی کے آخر اور چودہویں صدی کی ابتداء میں آپ کے علم و فضل کا آفتاب نصف النہار کو پہنچکر پوری تابانی سے چمک رہا تھا پھر اس کی روشنی بڑھتی رہی آپ کی پوری زندگی اتباع و حب مصطفےٰ سے عبارت تھی انہی وجوہ کی بناء پر علمائے حق نے آپ کو موجودہ صدی کا مجدد برحق تسلیم کیا صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں فتویٰ نویسی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا اور آخر عمر تک اسے سرانجام دیا حق گوئی و بیباکی آپ کا شیوہ تھا۔

دوسری دفعہ حج بیت اللہ کو گئے تو وہاں حکومت کی جانب سے متعین خطیب نے خطبہ میں پڑھا وارض عن اعمام نبیک الاطائب حمزة والعباس وابی طالب اے اللہ تو اپنے نبی کے پاکیزہ چچوں حمزہ عباس اور ابی طالب سے راضی ہو یعنی ابو طالب کا بھی ذکر تھا یہ ایک نئی بدعت واضح طور پر جانب حکومت سے تھی اعلیحضرت قدس سرہ نے سنتے ہی بلند آواز سے کہا اللّٰہم ہٰذا منکر، اے اللہ یہ ناپسند بات ہے، حدیث شریف میں ہے کہ کوئی بُرا کام دیکھو

تو ہاتھ سے منع کر دو نہ ہو سکے تو زبان سے روکو یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے بُرا جانو اعلیٰحضرت نے دوسرے حکم پر بخوبی عمل کیا جب کہ وہاں کے علماء میں سے کسی نے بھی اس کا نوٹس نہ لیا (ملفوظ شریف حصہ دوم) حب مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تو گویا آپ کے رگ و پے میں رچی ہوئی تھی وعظ و نصیحت کی آخری مجلس کی گفتگو کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو (وصایا شریف)

اسی حب صادق کا اثر تھا کہ آپ نے ساری زندگی میں کبھی گستاخ بارگاہِ رسالت کی رعایت نہ کی بلکہ اپنے قلم تلوار کو ان کے خلاف پوری قوت سے استعمال کیا تا کہ وہ لوگ مجھے طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر اپنا دل خوش کر لیں اتنی دیر تو میرے آقا و مولا کی شان میں گستاخی نہ کریں گے۔" ہر ذی عقل جانتا ہے کہ ذاتی معاملات میں رواداری یقیناً اچھی چیز ہے لیکن محبوب کے بارے میں توہین و بے ادبی کو دیکھ سن کر خاموش رہنا قانونِ محبت کی رو سے ایسا جرم ہے جسے کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا وہ محبوب بھی کیسا؟ جو نازش کائنات ہو۔ انبیا کا امام ہو اور جس کے نام عرش سے محبت کے سلام و پیام آتے ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اعلیٰحضرت کے نزدیک محبوب خدا سرور ہر دوسرا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے کسی جاہ و حشم کے مالک تاجدار کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی جائز نہ تھا چنانچہ ایک دفعہ ریاست نانپارہ (ضلع بہرائچ شریف یوپی) کے نواب کی مدح میں شعراء نے قصیدے لکھے کچھ لوگوں نے آپ سے بھی قصیدہ مدحیہ لکھنے کی گذارش کی آپ نے نواب صاحب کی شان میں قصیدہ لکھنے کی بجائے اس ذات ستودہ صفات کی تعریف میں نعت شریف لکھی کہ خود خدا نے بھی جن کی تعریف فرمائی ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ؎

کروں مدح اہل دُول رضاؔ پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہُوں اپنے کریم کا میرا دین "پارۂ ناں" نہیں

اعلیحضرت کی ولادت باسعادت دس شوال ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی آپ عمر بھر حب مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا شراب طہور پلا کر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ مبارک کے دن ادھر موذن نے "حی علی الفلاح" کہا ادھر آپ کے چہرۂ انور پر نور کا ایک شعلہ لپکا اور آپ فوز و فلاح کے عطا کرنے والے رب کریم کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

محمد عبد الحکیم شرف لاہوری

۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

مسئلہ از ریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور بضمن سوالات کثیرہ ۱۲۹۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد میں قیام وقت ذکر ولادت حضرت خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کیسا ہے بعض لوگ اس قیام سے انکار بحت خالص رکھتے ہیں اور اسے بدیں وجہ کہ قرون ثلٰثہ[عہ] میں نہ تھا بدعت سیئہ و حرام سمجھتے اور کہتے ہیں ہمیں صحابہ و تابعین کی سند چاہیئے ورنہ ہم نہیں مانتے ان کے ان اقوال کا حال کیا ہے۔

بینوا توجروا

الجواب

الحمد للہ الذی باذنہ تقوم السماء والصلوٰۃ والسلام علی من قامت بہ ارکان الشریعۃ الغراء سیدنا ومولانا محمد الذی قامت فی مولدہ ملٰئکۃ العلیاء وعلی الہ وصحبہ القائمین باداب تعظیمہ فی الصبح والمساء واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ قیم الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم ما قامت بتسبیح القیام اشجار الغبراء وسجدت للحی القیوم نجوم الخضراء امین قال القائم ببعض الضراعۃ لی صاحب المقام المحمود والشفاعۃ عبد المصطفٰے احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی عفی اللہ لہ واقام مقام السلف الکرام البررۃ الکملۃ امین

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

عہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے ۱۲ اشرف لاہوری

الجواب

یہاں دو مقام واجب الاعلام ہیں **اولاً** اس قیام کا اپنے طور پر کتب و فتاویٰ علمأ قدست اسرارہم سے حکم بیان کرنا جس سے بعونہ تعالیٰ موافقین کے لئے ایضاح حق و ازاحت باطل ہو اور منصب فتوےٰ اپنے حق کو واصل ہو **ثانیاً** اس مغالطہ کا جواب دینا جو بالفاظ متقاربہ تمام اکابر و اصاغر مانعین میں رائج کہ یہ فعل قرون ثلٰثہ میں نہ تھا تو بدعت ضلالت ہوا، اس میں کچھ خوبی ہوتی تو وہ وہی کرتے اس فعل اور اس کے امثال امور نزاعیہ میں حضرات منکرین کی غایت سعی اسی قدر ہے جس کی بنا پر اہل سنت و سواد اعظم ملت و ہزاران ائمہ شریعت و طریقت کو معاذ اللہ بدعتی گمراہ ٹھہراتے ہیں اور مطلقاً خوف خدا و ترس روز جزا دل میں نہیں لاتے مقام افتا اگرچہ استیعاب مناظرہ کی جا نہیں مگر ایسی جگہ ترک کلی بھی چنداں زیبا نہیں لہٰذا فقیر مقام دوم میں چند اجمالی کلمے حاضر کرے گا جن کے مبانی دیکھئے تو حرفے چند اور معانی سمجھئے تو بس جامع و بلند وباللہ التوفیق فی کل حین وعلیہ التوکل وبہ نستعین والحمد للہ رب العلمین

مقام اول اللہ عزوجل نے شریعت غرا بیضا زہرا عامہ تامہ کاملہ شاملہ اتاری اور بحمدہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارا دین کامل فرما دیا اور اس کے کرم نے اپنے حبیب اکرم حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی نعمت ہم پر تمام فرما دی قال اللہ تعالےٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ ترجمہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا والحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ تعالیٰ علی من بہ الغم علینا فی الدنیا والدین وبہ

ینعم انشاء اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ الیٰ ابد الابدین والحمد[1] ہماری شریعت مطہرہ کا کوئی حکم قرآن عظیم سے باہر نہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حسبنا کتاب اللہ ہمیں قرآن عظیم بس ہے، مگر قرآن عظیم کا پورا سمجھنا اور ہر جزئیہ کا صریح حکم اس سے نکال لینا عام کو نامقدور ہے اس لئے قرآن کریم دو مبارک قانون ہمیں عطا فرمائے **اوّل** ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا

ترجمہ:۔ جو کچھ تمہیں رسول دیں وہ لو اور جس سے وہ منع فرمائیں باز رہو۔

اقول تو صیغہ امر کا ہے اور امر وجوب کے لئے ہے تو پہلی قسم واجبات شرعیہ ہوئی اور باز رہو نہی ہے اور نہی منع فرمانا ہے۔ یہ دوسری قسم ممنوعات شرعیہ ہوئی۔ حاصل یہ کہ اگرچہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے ونزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شیئ۔

ترجمہ:۔ اے محبوب ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری جس میں ہر شے ہر چیز ہر موجود کا روشن بیان ہے مگر امت اسے بے نبی کے سمجھائے نہیں سمجھ سکتی ولہٰذا فرمایا وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم (ترجمہ) اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن حمید نے ہر چیز روشن فرمادی اس میں سے جس قدر امت کے بتلانے کو ہے وہ تم ان پر روشن فرما دو لہٰذا کریمۂ اولیٰ میں نزلنا علیک فرمایا جو خاص حضور کی نسبت ہے اور آیۂ کریمہ ثانیہ میں نزل الیھم فرمایا جو نسبت بہ امت ہے

---

[1] اس آیت کریمہ کے متصل ہی آیۂ کریمۂ ثانیہ ہے۔ ان کنتم لا تعلمون بالبینٰت والزبر وانزلنا الیک الذکر الآیۃ۔ مصنف نے یہاں معالم التنزیل کے حاشیہ پر تحریر فرمایا اقول ھذا من محاسن نظم القرآن العظیم امر الناس ان یسئلوا اھل الذکر العلماء بالقرآن العظیم وارشد العلماء ان لا یعتمدوا علیٰ اذھانھم فی فھم القرآن بل یرجعوا الیٰ ما بین لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرجع الناس الی العلماء والعلماء الی الحدیث والحدیث الی القرآن وان الیٰ ربک المنتھیٰ فکما ان المجتھدین لو ترکوا الحدیث ورجعوا الی القرآن لضلوا کذالک للعامۃ لو ترکوا

دوم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (ترجمہ) علم والوں سے پوچھو جو نہیں نہ معلوم ہو۔ حوادث غیر متناہی ہیں احادیث میں ہر جزئیہ کے لیے نام بنام تصریح احکام اگر فرمائی بھی جاتی ان کا حفظ و ضبط نا مقدور رہوتا پھر جو مدارج عالیہ مجتہدانِ امت کیلئے ان کے اجتہاد پر رکھے گئے وہ نہ ملتے نیز اختلاف ائمہ کی رحمت و وسعت نصیب نہ ہوتی لہذا حدیث نے بھی جزئیات معدودہ سے کلیات حاویہ مسائل نامحدودہ کی طرف اشعار فرمایا اس کی تفصیل و تفریع و تاصیل مجتہدین کرام نے فرمائی اور احاطہ تصریح نامتناہی کے تعذر نے یہاں بھی حاجت ایضاح مشکل و تفصیل مجمل و تقیید مرسل باقی رکھی جو قرناً فقرناً طبقۃً فطبقۃً مشائخ کرام و علمائے اعلام کرتے چلے آئے ہر زمانہ کے حوادث تازہ کے احکام اس زمانہ کے علمائے کرام حاملانِ فقہ حامیانِ اسلام نے بیان فرمائے اور یہ سب اپنی اصل ہی کی طرف راجع ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذالک درمختار میں ہے ولا یخلو الوجود عمن یمیز ھذا حقیقۃ لا ظنا و علی من

المجتھدین (بقیہ ص) ورجعوا الی الحدیث لضلوا ولھذا قال الامام سفین بن عینیۃ احد ائمۃ الحدیث قریب من الامام الاعظم والامام مالک رضی اللہ تعالٰی عنھم الحدیث مضلۃ الا للفقہاء نقلہ عن الامام ابن الحاج المکی فی المدخل ترجمہ۔ میں کہتا ہوں یہ عبارات قرآن عظیم کی خوبیوں سے ہے لوگوں کو حکم دیا کہ علماء سے پوچھو جو قرآن مجید کا علم رکھتے ہیں اور علماء کو ہدایت فرمائی کہ قرآن کے سمجھنے میں اپنے ذہن پر اعتماد نہ کریں بلکہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اس کی طرف رجوع لائیں تو لوگوں کو علماء کی طرف پھیرا اور علماء کو حدیث کی طرف اور حدیث کو ذات کی طرف بے شک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے تو جس طرح مجتہدین اگر حدیث چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کرتے بہک جاتے یونہی غیر مجتہد اگر مجتہدین کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع لائیں ضرور گمراہ ہو جائیں اسی لئے امام سفیان بن عینیہ نے کہ امام اعظم و امام مالک کے زمانہ کے قریب حدیث کے اماموں سے تھے فرمایا کہ حدیث بہت گمراہ کر دینے والی ہے مگر فقیہوں کو اسے امام ابن حاج مکی نے مدخل میں ان سے نقل فرمایا ۱۲ مصحح غفرلہ۔ ف :۔ حوادث کا پیدا ہوتے رہنا اور ان کے احکام کا ادراک اور یہ کہ جو ہر بات پر کہے صحابہ تابعین کی سند لاؤ یا امام ابوحنیفہ کا قول دکھاؤ وہ مجنون ہے، گمراہ

لم یمیزان یرجع لمن یمیز مرارۃ لذمتہ۔ مترجمہ :۔ زمانہ ان لوگوں سے خالی نہ ہوگا جو یقینی طور پر نہ محض گمان سے اس کی تمیز رکھیں اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر واجب ہے کہ تمیز والے کی طرف رجوع کرے کہ بری الذمہ ہو۔

ردالمحتار میں ہے۔

جزم بذالک اخذا مما رواہ البخاری من قول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق حتی یأتی امر اللہ فقولہ وعلی من لم یمیز عمر بعلی المفیدۃ للوجوب للامر بہ فی قولہ تعالٰی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

شارح علامہ نے اس پر جزم فرمایا اس حدیث سے لے کر جو صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ غلبہ کے ساتھ حق پر رہے گا یہاں تک کہ حکم الٰہی آئے اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر علماء کی طرف رجوع لانے کو اس لیے واجب کہا کہ قرآن عظیم میں اس کا حکم فرمایا ہے کہ علما سے پوچھو اگر تمہیں نہ معلوم ہو

" " "

" " "

ہر اجمال کی تفصیل مستحسن فعل ہے

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرماتے ہیں۔

ما فصل عالم ما اجمل فی کلام من قبلہ من الادوار الا للنور المتصل من الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فالمنۃ فی ذالک حقیقۃ لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الذی ھو صاحب

جس کسی عالم نے اپنے سے پہلے زمانہ کے کسی کلام کے اجمال کی تفصیل کی ہے وہ اسی نور سے ہے جو صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے تو حقیقۃً اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا تمام امت پر احسان ہے کہ انہوں نے علماء کو یہ استعداد عطا

الشرع لانه هو الذی اعطی العلماء تلک تلک المادة التی تصلوا بها ما اجمل فی کلامہ کما ان المنة بعدہ لکل دور علی من تحتہ فلو تدبر ان اہل دور تعدوا من فوقہم الی الدور الذی قبلہ لانقطعت وصلتہم بالشارع ولم یہتدوا لایضاح مشکل ولا تفصیل مجمل و تامل یا اخی لولا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فصل لشریعتہ ما اجمل فی القرآن لبقی القرآن علی اجمالہ کما ان الائمة المجتہدین لو لم یفصلوا ما اجمل فی السنة لبقیت السنة علی اجمالہا وہکذا الی عصرنا ہذا فلولا ان حقیقة الاجمال ساریة فی العالم کلہ ما شرحت الکتب ولا ترجمت ولا وضع العلماء علی الشروح حواشی کالشرح للشروح

فرمائی جس سے انہوں نے مجمل کلام کی تفصیل کی یونہی ہر طبقہ ائمہ کا اپنے بعد والوں پر احسان ہے اگر فرض کیا جاوے کہ کوئی طبقہ اپنے اگلے پیشواؤں کو چھوڑ کر ان سے اوپر والوں کی طرف تجاوز کر جائے تو شارع علیہ الصلوۃ والسلام سے جو سلسلہ ان تک ملا ہوا ہے وہ کٹ جائے گا اور یہ کسی مشکل کی توضیح مجمل کی تفصیل پر قادر نہ ہوں گے برادرم غور کر اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے قرآن کریم یونہی مجمل رہ جاتا۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اگر مجملات حدیث کی تفصیل نہ فرماتے حدیث یونہی مجمل رہ جاتی اسی طرح ہمارے ہمارے زمانے تک۔ تو اگر یہ نہیں کہ حقیقت اجمال سب میں سرایت کئے ہوئے ہے تو نہ متون کی شرحیں لکھی جاتیں نہ ترجمے ہوتے نہ علما شرحوں کی شرحیں حواشی لکھتے

اب یہیں دیکھیئے کہ کتب ظاہر الروایۃ ونوادر ائمہ کتنیں پھر کتب نوازل و واقعات تصنیف فرمائی گئیں پھر متون و شروح و حواشی و فتاوی وقتاً فوقتاً تصنیف ہوتے رہے اور ہر آئندہ طبقہ نے گزشتہ پر اضافے کئے اور مقبول ہوتے رہے کہ سب اسی اجمال قرآن و سنت کی تفصیل ہے نصاب الاحتساب اور فتاوی عالمگیری زمانہ سلطان عالمگیر

انا راللہ تعالٰی برہانہ کی تصنیف ہیں ان میں بہت سی ان جزئیات کی تصریح ملے گی جو کتب سابقہ میں نہیں کہ وہ جب تک واقع نہ ہوئے تھے اور کتب نوازل وواقعات کا تو موضوع ہی حوادث جدیدہ کے احکام بیان فرمانا ہے اگر کوئی شخص ان کی نسبت کہے کہ صحابہ تابعین سے اس کی تصریح دکھاؤ یا خاص امام اعظم وصاحبین کا نص لاؤ تو وہ یا احمق مجنون ہے یا گمراہ مفتون۔ پھر عالمگیری کے بھی بہت بعد اب قریب زمانہ کی کتابیں فتاوٰی اسعدیہ فتاوٰی حامدیہ وطحطاوی علی الدر وطحطاوی علی مراقی الفلاح وعقود الدریہ وردالمحتار ورسائل شامی وغیرہا کتب معتمدہ ہیں کہ تمام حنفی دنیا میں ان پر اعتماد ہو رہا ہے دو اول کے سوا یہ سب تیرہویں صدی کی تصنیف ہیں مانعین بھی ان سے سندیں لاتے ہیں ان میں صدہا وہ بیان ملیں گے جو پہلے نہ تھے اور مانعین کے یہاں تو فتاوٰی شاہ عبدالعزیز صاحب بلکہ مائۃ مسائل واربعین کے سب جزئیات کی تصریح صحابہ وتابعین وائمہ تو بہت بالا ہیں عالمگیری وردالمحتار تک کہیں دکھا سکتے ہیں اب ان کے بھی بعد ریل۔ تار برقی، نوٹ، منی آرڈر، فونوگراف وغیرہ وغیرہ ایجاد ہوئے اگر کوئی شخص کہے کہ صحابہ تابعین یا امام ابوحنیفہ نہ سہی ہدایہ و درمختار یا یہ بھی نہ سہی عالمگیری وطحطاوی وردالمحتار یا سب جانے دو شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کے فتاوے میں دکھاؤ تو اسے مجنون سے بہتر اور کیا لفظ کہا جا سکتا ہے ہاں اس ہٹ دھرمی کی بات جدا ہے کہ اپنے آپ تو تیرہویں صدی کی اربعین تک معتمد جانیں اور دوسروں سے ہر جزئیہ پر خاص صحابہ وتابعین کی سند مانگیں

خطبہ میں ذکر خلفا مستحب ہے

خطبہ میں ذکر عمین شریفین حادث ہے مگر جب سے حادث ہے علمائے نے اس کے مندوب ہونے کی تصریح فرمائی درمختار میں ہے ینذب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین ترجمہ خطبہ میں چاروں خلفائے کرام اور دونوں عم کریم سید الانام علیہ ثم علیہم الصلوٰۃ

والسلام کا ذکر فرمانا مستحب ہے اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی صاحب نے تو ایک خطیب
پر اپنے مکتوبات میں اس لئے کہ اس نے ایک خطبہ میں خلفائے کرام کا ذکر نہ کیا تھا سخت
نکیر فرمائی اور اسے خبیث تک لکھا۔

اذان سے قبل و بعد صلوٰۃ وسلام

اذان کے بعد حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا
جس طرح حرمین طیبین میں رائج ہے در مختار میں ہے

التسلیم بعد الاذان حدث فی
ربیع الآخر سنۃ سبع مائۃ واحدی
وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم
یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین
حدث فی الکل الا المغرب ثم
فیھا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ

اذان کے بعد صلاۃ بھیجنا ربیع الآخر ۷۸۱ھ
کی عشا شب دوشنبہ میں حادث ہوا پھر
اذان جمعہ کے بعد کبھی صلاۃ کہی گئی پھر
دس برس بعد مغرب کے سوا سب اذانوں
کے بعد پھر مغرب میں بھی دوبار کبھی شروع
اور یہ نو پیدا باتوں سے ہے جو شرعاً مستحب ہیں

محدثات حسنہ کا استحباب

کتب میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے اس وقت کے علمائے معتمدین سے ان کے جزئیہ
کی تصریح مل سکتی ہے مجلس میلاد مبارک وقیام کو جاری ہوئے بھی صدہا سال ہوئے مگر
صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کے کلام میں ان کے نام کی تصریح مانگنی اسی جنون پر مبنی ہوگی
ان پر انہیں علمائے کرام کی تصریحات سے استناد ہوگا جن کے زمانے میں ان کا وجود تھا جیسے
مجلس مبارک کے لئے امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی وامام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی
وامام خطیب احمد قسطلانی وغیرہم اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ جن کے نام وکلام کی تصریح بارہا

کردی گئی یونہی مسئلہ قیام میں ان علمائے کرام کی سند لیجائیگی جن کا ذکر شریف آتا ہے
و باللہ التوفیق بحمد اللہ تعالے موافقین اہل حق و انصاف و دین کے لئے یہ کافی ہوگا۔ رہا
مخالفین کا نہ ماننا ان کی پرواہ کیا۔ وہ اور ہی کسے مانتے ہیں کہ ان علمائے کرام کو مانیں ان
کے غیر مقلدین تو علانیہ امام اعظم و جملہ ائمہ دین پر منہ آتے اور اپنے مہمل افہام و اوہام کے
آگے ان کے اجتہادات عالیہ کو باطل بتاتے اور ان کے ماننے والوں کو معاذ اللہ مشرک و
گمراہ ٹھہراتے ہیں جو ان میں بظاہر نام تقلید لیتے ہیں وہ بھی غیر مقلدین کی طرح اپنے اہوائے
باطلہ کے سامنے قرآن و حدیث کی تو سنتے نہیں پھر ائمہ کی کیا گنتی ان کے منہ سے تقلید امام
اور ان کے سب کے منہ سے قرآن و حدیث کا نام محض تسکین عوام ہے کہ کھلا
منکر نہ جان لیں۔

ورنہ حالت وہ ہے جو ان کے مذہبی قرآن تقویۃ الایمان سے ظاہر کہ جو کہے اللہ
و رسول نے دولت مند کر دیا وہ مشرک حالانکہ خود قرآن عظیم فرماتا ہے اغنھم اللہ و رسولہ
من فضلہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے دولت مند کر دیا) محمد بخش، احمد بخش
نام رکھنا شرک حالانکہ خود قرآن مجید فرماتا ہے کہ جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم حضرت سیدتنا
مریم کے پاس آئے کیا کہا یہ کہ انما انا رسول ربك لاھب لك غلاما زکیا۔ میں
تو تمہارے رب کا رسول ہوں اس لئے کہ میں تم کو ستھرا بیٹا دوں) صرف محمد بخش نام شرک
ہوا حالانکہ وہ معنی عطا میں متعین بھی نہیں بخش بہرہ و حصہ کو بھی کہتے ہیں تو جبرئیل کہ صریح
لفظوں میں اپنا بیٹا دینا کہہ رہے ہیں دین اسمٰعیلی میں کیسے مشرک نہ ہوں گے اور قرآن کریم کہ
اس شرک وہابیت کو ذکر فرما کر مقرر رکھتا ہے کیوں نہ اسے شرک پسند کتاب ٹھہرائیں گے
اس کی مثالیں بہت ہیں کہ وہابیہ کے شرک سے نہ ائمہ محفوظ نہ صحابہ نہ انبیا نہ سید الانبیاء
نہ جبرئیل امین نہ خود رب العٰلمین جل و علا و صلے اللہ تعالے علے الحبیب و علیھم وسلم
یہ بحث فقیر کے اور رسائل میں مفصل ملے گی یہاں تو اتنا کہنا ہے کہ مخالفین کے نہ ماننے کی

پرواہ کیا ہے انہوں نے اور کسے ماننا ہے کہ علماء ہی کو مانیں گے لہذا اس مقام اول میں روئے سخن موافقین اہل حق ولیقین کی طرف کریں واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین وصلی اللہ تعالےٰ علے سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔

قیام بوقت ذکر ولادت آنحضرت صدیوں سے معمول بہا ہے

مولیٰ عزوجل توفیق دے تو یہاں منصب غیر متعسف کے لیے اس قدر کافی کہ یہ فعل مبارک اعنی قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والسلام صدہا سال سے بلادِ دار الاسلام میں رائج ومعمول اور اکابر ائمہ وعلماء میں مقرر ومقبول شرع میں اس سے منع مفقود اور بے منع شرع منع مردود ان الحکم الا للہ وانما الحرام ما حرم اللہ وما سکت عنہ فعفو من اللہ علے الخصوص حرمین طیبین مکہ معظمہ ومدینہ منورہ صلی اللہ تعالےٰ علے منورہما وبارک وسلم کہ مبدء ومرجع دین وایمان ہیں وہاں کے اکابر علماء ومفتیان مذاہب اربعہ مدتہا مدت سے اس فعل کے فاعل وعامل وقائل وقابل ہیں ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب ومستحسن ٹھہرایا، علامہ جلیل الشان علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے سیرت مبارکہ انسان العیون میں تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے اور ارشاد فرماتے ہیں قد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دیناً وورعا تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ تعالےٰ وتابعہ علی ذالک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد فیہ قول الصرصری فی مدحہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ؎

قلیل لمدح المصطفےٰ الخط بالذہب	علی فضۃ من خط احسن من کتب
وان ینہض الاشراف عند سماعہ	قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

ع ۔ سیرت حلبیہ ۱۲

نعند ذلک قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذلک المجلس وکفے ذلک فی الاقتداء ترجمہ۔ بے شک وقت ذکر نام پاک حضور سید الانام علیہ افضل الصلوۃ والسلام قیام کرنا امام تقی الملۃ والدین سبکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے پایا گیا جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین وتقویٰ میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے معاصرین ائمہ کرام مشائخ اسلام نے ان کی متابعت کی بعض علماء یعنی انہی امام اجل کے صاحبزادے امام شیخ الاسلام ابو نصر عبدالوہاب ابن ابی الحسن تقی الملۃ والدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں نقل فرمایا کہ امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیر اس زمانہ کے علماء کی مجتمع ہوئی اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار نعت حضور سید الابرار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مدح مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لیے یہ بھی تھوڑا ہی ہے کہ جو سب سے اچھا خوشنویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں وہ ان کی نعت سن کر صف باندھ کر سرو قد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی وجملہ علمائے کرام حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے اس مجلس میں نہایت انس حاصل ہوا۔ علامہ جلیل حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس قدر پیروی کے لئے کفایت کرتا ہے انتہیٰ

اقول یہ امام صرصری صاحب قصیدۂ نعتیہ وہ ہیں جنہیں علامہ محمد بن علی شامی مستند مانعین نے سبل الہدےٰ والرشاد میں اپنے زمانہ کا حسان اور نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا محب صادق فرمایا اور امام اجل حضرت امام الائمہ تقی الملۃ والدین سبکی قدس سرہ الشریف کی جلالت شان ورفعت مکان تو آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہے یہاں تک کہ مانعین کے پیشوا مولوی نذیر حسین اپنے ایک مہری فتوے میں ان کا بالاجماع امام جلیل ومجتہد کبیر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور اس زمانہ کے اعیان علماء ومشائخ اسلام کا ان کے ساتھ اس پر موافقت فرمانا بحمد اللہ تعالےٰ متبعین سلف صالحین کے لئے ایک کافی سند ہے آخر

نہ دیکھا کہ علامہ حلبی نے ارشاد فرمایا اس قدر اقتدار کے لئے بس ہے

عالم کامل عارف باللہ سید سند مولانا سید جعفر برزنجی قدس سرہ العزیز جن کا رسالہ عقد الجوہر نے مولد النبی الازہر صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حرمین محترمین و دیگر بلاد دار الاسلام میں رائج ہے اور مستند مانعین مولانا رفیع الدین نے تاریخ الحرمین میں اس رسالے اور اور ان مصنف جلیل القدر کی نہایت مدح و ثنا لکھی ہے اپنے اسی رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں۔

قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ ائمۃ ذو روایۃ ودرایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مرامہ

بے شک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایت و درایت تھے تو شادمانی اس کے لئے جس کی نہایت مراد و مقصود نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

ذکر ولادت کے وقت قیام باعث ثواب کثیر و فضل کبیر ہے

فاضل اجل سیدی جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے اس کی شرح الکوکب الازہر علی عقد الجوہر میں اس مضمون پر تقریر فرمائی۔ فقیہ محدث مولانا عثمٰن بن حسن دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں۔

القیام عند ذکر ولادۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر لا شک فی استحبابہ واستحسانہ وندبہ یحصل لفاعلہ من الثواب الاوفر والخیر الاکبر لانہ تعظیم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ بہ من ظلمات

قرأت مولد شریف میں ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو قیام کرنا بے شک مستحب و مستحسن و مندوب ہے جس کے فاعل کو ثواب کثیر و فضل کبیر حاصل ہو گا کہ وہ تعظیم ہے

الکفر الی الایمان وخلصنا اللہ بہ من نار الجہل الی جنات المعارف والایقات فتعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ مسارعۃ الی رضاء رب العلمین واظہار اقوی شعائر الدین ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب ومن یعظم حرمت اللہ فھو خیر لہ عند ربہ

اور کیسی تعظیم ہے ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلاۃ والسلام کی جن کی برکت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ جہل سے بچاکر بہشت معرفت ویقین میں داخل فرمایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں خوشنودی رب العلمین کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعائر دین کا آشکار کرنا اور جو تعظیم کرے شعائر خدا کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

پھر بعد نقل دلائل فرمایا ہے۔

فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب القیام لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند ذکر ولادتہ لما فی ذالک من التعظیم لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقال القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعۃ لانا نقول لیس کل بدعۃ مذمومۃ کما اجاب بذلک الامام المحقق الولی ابو زرعۃ العراقی حین سئل عن فعل المولد استحب او مکروہ وھل ورد فیہ شیئ او فعل بہ من یقتدی

یعنی ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریفہ کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے کوئی یہ نہ کہے کہ یہ قیام تو بدعت ہے اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہر بدعت بُری نہیں ہوتی جیسا کہ یہی جواب دیا امام محقق ولی ابو زرعہ عراقی نے جب ان سے مجلس میلاد کو پوچھا گیا تھا کہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوا کی ہے تو جواب میں فرمایا ولیمہ اور کھانا کھ

به فاجاب بقوله الوليمة واطعام الطعام
مستحب كل وقت فكيف اذا انضم الى ذلك
السرور بظهور نور النبوة فى هذا الشهر
الشريف ولا نعلم ذلك عن السلف ولا
يلزم من كونه بدعة كونه مكروها
فكم من بدعة مستحبة بل واجبة اذا
لم تنضم بذلك مفسدة والله الموفق

ہر وقت مستحب ہے پھر اس صورت کا
کا کیا پوچھنا جب اس کے ساتھ اس ماہ مبارک
میں ظہور نور نبوت کی خوشی مل جائے
اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں نہ بدعت
ہونے سے کراہت لازم کہ بہتری بدعتیں
مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ
کوئی خرابی مضموم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے

پھر ارشاد فرماتے ہیں۔

قد اجتمعت الامة المحمدية من اهل
السنة والجماعة على استحسان القيام
المذكور وقد قال صلى الله تعالى عليه
وسلم لا تجتمع امتى على الضلالة

بے شک امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے اہلسنت وجماعت کا اجماع واتفاق
ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی
پر جمع نہیں ہوتی۔

امام علامہ مدالتقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

جرت عادة القوم بقيام الناس اذا
انتهى المداح الى ذكر مولده صلى الله
تعالى عليه وسلم وهى بدعة مستحبة
لما فيه من اظهار السرور والتعظيم
انتهى نقله المولى الدمياطى۔

یعنی عادت قوم کی جاری ہے کہ جب مدح
خواں ذکر میلاد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو لوگ کھڑے ہوجاتے
ہیں اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ اس میں نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی
اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے۔

" " "

علامہ ابوزید اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں استحسن القیام عند ذکر الولادۃ۔

ترجمہ ۔ ذکر ولادت کے وقت قیام مستحسن ہے ، خاتمۃ المحدثین زین الحرم عین الکرم مولانا سید
احمد زینی دحلان مکی قدس سرہ الملکی اپنی کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ
میں فرماتے ہیں۔

من تعظيمه صلى الله عليه وسلم الفرح
بليلة ولادته وقراءة المولد والقيام عند
ذكر ولادته صلى الله تعالى عليه وسلم
واطعام الطعام وغير ذلك مما يعتاد
الناس فعله من انواع البر فان ذلك
كله من تعظيمه صلى الله تعالى عليه وسلم
وقد افردت مسئلة المولد وما يتعلق بها
بالتاليف واعتنى بذلك كثير من العلماء
فالفوا في ذلك مصنفات مشحونة بالادلة
والبراهين فلا حاجة لنا الى الاطالة بذلك

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہے حضور
کی شب ولادت کی خوشی کرنا اور مولد شریف
پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت
کھڑا ہوا اور مجلس شریف میں حاضرین کو
کھانا دینا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں
کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں اور یہ
مسئلہ مجلس میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا
ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور
بکثرت علمائے دین نے اس کا اہتمام فرمایا
اور دلائل وبراہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں تو ہمیں اس مسئلہ میں تطویل
کلام کی حاجت نہیں۔

ذکر ولادت پر قیام کو سلف صالحین نے مستحسن کہا ہے

شیخ مشائخنا خاتمۃ المحققین امام العلماء سید المدرسین مفتی الحنفیہ بمکۃ المحمیہ سیدنا
وبرکتنا علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتاوے میں ارشاد فرماتے ہیں
القيام عند ذكر مولده الاعطر صلى الله تعالى عليه وسلم استحسنه جمع من السلف فهو
بدعة حسنة۔ ترجمہ :۔ ذکر مولد اعطر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کو ایک جماعت

سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعت حسنہ ہے)

پھر علامہ انباری کی مورد الظمآن سے نقل فرماتے ہیں قام الامام السبکی وجمیع من بالمجلس وکفی بمثل ذلک فی الاقتداء اھ ملخصاً ترجمہ امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس نے قیام کیا اور اس قدر اقتدا کے لئے بس ہے) الفتاوے۔ مولانا جمال عمر قدس سرہ کے اس فتوے پر موافقت فرمائی۔ مولانا صدیق بن عبدالرحمٰن کمال مدرس مسجد حرام اور حضرت علامۃ الوری علم الہدی مولانا وشیخنا و برکتنا سید سند احمد زین دحلان شافعی اور مولانا محمد بن محمد کتبی مکی اور مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ وغیرہم اکابر علما نے نفعنا اللہ تعالیٰ بعلومہم آمین یہی مولانا حسین دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ استحسنہ کثیر من العلماء وھو حسن لما یجب علینا تعظیمہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ترجمہ۔ اسے بہت علماء نے مستحسن رکھا اور وہ حسن ہے کہ ہم پر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واجب)

ذکر ولادت کی محفل میں روح محمدی موجود ہوتی ہے

مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ یحضر روحانیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعند ذلک یجب التعظیم والقیام ترجمہ :۔ ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام ضرور ہے کہ روح اقدس حضور اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام لازم ہوا۔ **قولہ** رحمہ اللہ تعالیٰ یجب القیام الخ **اقول** اراد التاکد فی محل الادب کقول القائل لحبیبہ حقک واجب علیّ وھو من المحاورات الشائعۃ بینہم کما لا یخفی علی من تتبع کلماتھم واما حضور روحانیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلی ما نصل ونقح ابی ومولای مقدام العلماء الکرام فی کتابہ اذاقۃ الاثام واللہ تعالیٰ اعلم مولانا عبداللہ بن محمد مفتی حنفیہ فرماتے ہیں۔ استحسنہ

کثیرۃ ترجمہ :- اسے بہت علماء نے مستحسن رکھا ہے۔
شیخ مشائخنا مولانا الامام الاجل الفقیہ المحدث سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے تواتر القیام عند الاعلام واقرہ الائمۃ والحکام من غیر نکیر منکر ورد راد لہٰذا کان حسنا ومن یستحق التعظیم غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویکفی اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
ترجمہ :- یہ قیام مشہور اماموں میں برابر متوارث چلا آتا ہے اور اسے ائمہ و حکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد و انکار نہ کیا لہٰذا مستحب ٹھہرا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اور کون مستحق تعظیم ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جس چیز کو اہل اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے۔ اسی طرح مفتی عمر بن ابی بکر شافعی نے اس کے استحباب و استحسان پر تصریح فرمائی۔ فتوائے علمائے حرمین محترمین جیسے مفتی مکہ معظمہ مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی اور رئیس العلماء شیخ المدرسین مولانا جمال حنفی اور مفتی مالکیہ مولانا حسین ابراہیم مکی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولانا محمد بن محمد عزب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور فقیہ جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ منورہ اور مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی کی مہریں ہیں اور اصل فتوی مزین بخطوط و مواہیر علمائے ممدوحین فقیر نے بچشم خود دیکھا اور مدتوں فقیر کے پاس رہا جس میں اکثر مسائل متنازع فیہا پر بحث فرمائی ہے اور بدلائل باہرہ مذہب وہابیت کو سراسر مردود و باطل ٹھہرایا ہے۔

قیام کو حرام و ممنوع کہنا محققین کے نزدیک فاسد ہے

اس میں دربارۂ قیام مذکورہ اما قیام اہل الاسلام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ذلک المحفل یعنی ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

اشاعة للتعظیم واظهار الاحترام فقد
صرح فی انسان العیون المشهور بالسیرة
الحلبیة باستحسانه کذلک وقال العلامة
البرزنجی فی رسالة المولد قد استحسن
القیام عند ذکر مولده الشریف ائمة
ذوو روایة ورویة فطوبی لمن کان
تعظیمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم غایة
مرامه ومرماه انتهی بلفظه اما الحکم
بحرمة ذلک التعظیم ومما نعته بدلیل
عدم ذکره بالخصوص فی السنة فهو فاسد
عند جمهور المحققین قال فی عین العلم
والاسرار بالمساعد فیما لم ینه عنه وصار معتادا
بعد عصرهم حسن وان کان بدعة الخ اقول
والدلیل علی هذا ماروی عن ابن مسعود
رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعا وموقوفا
ماراه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن
وقوله علیه الصلوٰة والسلام خالقوا
الناس باخلاقهم رواه الحاکم وقال
صحیح علی شرط الشیخین وقال الامام
حجة الاسلام فی الاحیاء والادب الخامس
موافقة القوم فی القیام اذا قام واحد منهم

علیہ وسلم کے وقت اس محفل میں اہل اسلام
کا اشاعت تعظیم واظہار احترام کے لئے
قیام کرنا بتصریح انسان العیون مشہور بہ
سیرت حلبیہ مستحسن ہے اور علامہ برزنجی رسالہ
مولد میں فرماتے ہیں قیام وقت ذکر مولد
شریف ائمہ ذو روایت ودرایت کے نزدیک
مستحب ہے تو خوشی ہوا سے جس کی غایت
مراد ومرام تعظیم حضور سید الانام علیہ
الصلوٰۃ والسلام ہے انتہی۔ اور اس تعظیم
کو بدیں وجہ کہ اس خصوصیت کے ساتھ حدیث
میں مذکور نہیں حرام وممنوع کہنا جمہور محققین
کے نزدیک فاسد ہے عین العلم میں فرماتے
ہیں جس چیز سے شرع میں نہی نہ آئی اور بعد
زمانہ سلف کے لوگوں میں جاری ہوئی اس
میں موافقت کرکے مسلمانوں کا دل خوش
کرنا بہتر ہے اگرچہ وہ چیز بدعت ہو الخ
میں کہتا ہوں اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے
جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ
عنہ سے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے
ارشاد اور خود ان کے قول سے مروی ہوئی
کہ اہل اسلام جس چیز کو نیک جانیں وہ خدا

في وجد صادق من غير رياء او تكلف
او قام باختيار من غير وجد فلا بد من
الموافقة وذلك من ادب الصحبة و
لكل قوم رسم ولا بد من مخالقة الناس
باخلاقهم كما ورد في الخبر لا سيما اذا
كانت اخلاقا فيها حسن العشرة وطيب
القلب وقول القائل ان ذلك بدعة
لم يكن في الصحابة فليس كلما يحكم
باباحته منقولا عن الصحابة وانما المحذور
بدعة تراغم سنة مامورا بها ولم
ينقل النهي عن شئ من هذا وكذلك
سائر انواع المساعدات اذا قصد بها
تطييب القلب واصطلح عليها جماعة
فلا حسن المساعدة عليها الا فيما ورد نهي
لا يقبل التاويل انتهى كلام الامام حجة
الاسلام باختصار المرام

〃 〃 〃 〃
〃 〃 〃 〃
〃 〃 〃 〃

کے نزدیک بھی نیک ہے اور وہ حدیث
کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں
سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرو
حاکم نے اسے روایت کیا اور کہا کہ بخاری
ومسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام حجۃ الاسلام
غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں پانچواں
ادب قوم کی موافقت کرنا ہے قیام میں جب
کوئی ان میں سے سچے وجد میں بے نمائش
وتکلف یا بلا وجد اپنے اختیار سے کھڑا ہو
تو ضرور ہے کہ سب حاضرین ان کی موافقت
کریں اور کھڑے ہو جائیں کہ یہ آداب صحبت
سے ہے اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے
اور لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق
برتاؤ کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں وارد
ہوا خصوصاً جب ان عادتوں میں اچھا
برتاؤ اور دلوں کی خوشنودی ہو اور کہنے والے
کا یہ کہنا کہ بدعت ہے صحابہ سے ثابت نہیں تو یہ
کب ہے کہ جس چیز کے جواز کا حکم دیا جائے
وہ صحابہ سے منقول ہو بری وہ بدعت ہے جو کسی
سنت ماموربہا کا کاٹ کرے اور ان باتوں سے نہی کہیں نہ آئی اور ایسے ہی سب مساعدتیں جب
ان سے دل خوش کرنا مقصود ہو اور ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان

کی موافقت کی جائے مگران باتوں میں جن سے ایسی صریح نہی وارد ہوئی کہ لائق تاویل بھی نہیں یہاں تک امام حجۃ الاسلام غزالی کا ارشاد کہ باختصار منقول ہوا انتہی۔

علماء مدینہ کے نزدیک بھی قیام و ذکر ولادت مستحب ہے

آخر روضۃ النعیم میں جو فتاوی علمائے کرام مطبوع ہوئے ان میں فتوائے حضرات علمائے مدینہ منورہ میں بعد اثبات حسن وخوبی محفل میلاد شریف مذکور

والحاصل ان ما یفعل من الولائم فی المولد الشریف وقرأۃ بحضرۃ المسلمین واتفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادۃ الرسول الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورش ماء الورد والعار البخورۃ تزیین المکان وقرأۃ شئی من القرآن والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واظہار الفرح والسرور فلا شبہۃ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ وفضیلۃ شریفۃ مستحسنۃ اذ لیس کل بدعۃ حراما بل قد تکون واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علی الفرق الضالۃ وتعلم النحو وسائر العلوم المعینۃ علی فہم الکتاب والسنۃ کما ینبغی ومندوبۃ کبناء الربط والمدارس ومباحۃ کالتوسع فی الماکل والمشارب اللذیذۃ والثیاب کما فی شرح المناوی علی جامع الصغیر

یعنی خلاصہ مقصود یہ ہے کہ میلاد شریف میں ولیمے کرنا اور حال ولادت اقدس رسول امین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور گلاب چھڑکنا اور خوشبوئیں سلگانا اور مکان آراستہ کرنا اور کچھ قرآن اور نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور فرحت وسرور کا ظاہر کرنا بے شک بدعت حسنہ مستحبہ اور فضیلت شریفہ مستحسنہ ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں پر رد کے لئے دلائل قائم کرنا اور نحو وغیرہ وہ علوم سیکھنا جن کی مدد سے قرآن وحدیث بخوبی سمجھ میں آسکیں اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے سرائیں اور مدرسے بنانا اور کبھی مباح جیسے لذیذ کھانے

عن تہذیب النووی فلا ینکرها الا مبتدع
لا استماع لقوله بل علی حاکم الاسلام
ان یعزره واللہ تعالیٰ اعلم
〃 〃 〃
〃 〃 〃
〃 〃 〃

پہننے اور کپڑوں میں وسعت کرنا جیسا کہ
علامہ منادی نے شرح جامع صغیر میں
تہذیب امام علامہ نووی سے نقل کیا تو ان امور
کا انکار وہی کرے گا جو بدعتی ہوگا اسکی بات
سننا نہ چاہیئے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے
کہ اسے سزا دے واللہ تعالےٰ اعلم انتہی

علماء مکہ کے نزدیک میلاد و قیام مستحب ہے

اس فتوے پر مولانا عبدالجبار و ابراہیم بن خیار وغیرہ ہمانتیس علماء کی مہریں ہیں اور
فتوائے علمائے مکہ معظمہ میں میلاد و قیام کا استحباب علمائے سلف سے نقل کر کے فرماتے ہیں

فالمنکر لهذا مبتدع بدعة سیئة
مذمومة لانکاره علی شیئ حسن
عند اللہ والمسلمین کما جاء فی حدیث
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رآہ
المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن
والمراد من المسلمین ههنا الذین کملوا
الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب
والمصر والشام والروم والاندلس کلهم
راوه حسنا من زمان السلف الی الآن
فصار الاجماع والامر الذی ثبت باجماع
الامة فهو حق لیس بضلال قال رسول

پس مجلس و قیام کا منکر بدعتی ہے اور
اس منکر کی بدعت سیئہ مذمومہ کہ اس
نے ایسی چیز پر انکار کیا جو خدا و اہل اسلام
کے نزدیک نیک تھی جیسا کہ حدیث ابن
مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں آیا ہے کہ
جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کریں وہ
خدا کے نزدیک نیک ہے اور یہاں مسلمانوں
سے کامل مسلمان مراد ہیں جیسے علمائے
باعمل اور مجلس و قیام کو علمائے عرب و مصر
و شام و روم و اندلس نے سلف سے آج
تک مستحسن جانا تو اجماع ہوگیا اور جو امر اجماع

اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم لا تجتمع	امت سے ثابت ہو وہ حق ہے گمراہی
امتی علی الضلالۃ فعلی حاکم الشریعۃ	نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم
تعزیر المنکر واللہ تعالیٰ اعلم	فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں
	کرتی پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر کو
	سزا دے واللہ تعالےٰ اعلم انتہی

اس فتوے پر حضرت سید العلماء احمد وحلان مفتی شافعیہ وجناب مستطاب شیخنا وبرکتنا سراج الفضلاء مولانا عبد الرحمٰن سراج مفتی حنفیہ ومولانا حسن مفتی حنبلیہ ومولانا محمد شرقی مفتی مالکیہ وغیرہم پینتالیس علما کی مہریں ہیں ۔

ذکر میلاد وقیام علماء جدّہ کے نزدیک بھی مستحب ہے

فتوائے علمائے جدّہ میں مجیب اوّل مولانا ناصر بن علی بن احمد مجلس میلاد اور اس میں قیام وتعین یوم وتزئین مکان واستعمال خوشبو و قرائت قرآن واظہار سرور واطعام طعام کی نسبت فرماتے ہیں ۔

ھذہ الصورۃ المجموعۃ من الاشیاء المذکورۃ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعاً لا ینکرھا الامن فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق والبغض لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکیف یسوغ لہ ذلک مع قولہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب

ترجمہ ۔ جس مجلس میں یہ سب باتیں کی جائیں وہ شرعاً بدعت حسنہ مستحبہ ہے جس کا انکار کرے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عداوت ہے اور یہ انکار اسے کیونکر روا ہوگا ۔ حالانکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں ۔

مولانا عباس بن جعفر بن صدیق فرماتے ہیں ۔

ما اجاب بہ الشیخ العلامۃ فھو الصواب لا یخالفہ الا اھل النفاق وما فی السؤال کلہ حسن کیف لا وقد قصد بذالک تعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا حرمنا اللہ تعالیٰ من زیارۃ فی الدنیا ولا من شفاعۃ فی الاخریٰ و من انکر عن ذلک فھو محروم منھما

" " " "
" " " "
" " " "

شیخ علامہ ناصر بن احمد بن علی نے جو جواب دیا وہی حق ہے اس کا خلاف نہ کریں گے مگر منافقین اور جو کچھ سوال میں مذکور ہے سب حسن ہے اور کیوں نہ حسن ہو کہ اس سے مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اللہ تعالےٰ ہمیں محروم نہ کرے ان کی زیارت سے دنیا میں اور نہ ان کی شفاعت سے آخرت میں اور جو اس سے انکار کریگا وہ ان دونوں سے محروم ہے۔

ولادت ومعجزات کا ذکر کرنا اور سننا سنت ہے

مولانا احمد فتاح لکھتے ہیں۔

اعلم ان ذکر ولادۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما وقع من معجزاتہ والحضور لسماعہ سنۃ بلاشک وریب لکن صح ھذہ الصورۃ المجموعۃ من الاشیاء المذکورۃ کما ھو المعمول فی الحرمین الشریفین وجمیع دیار العرب بدعۃ حسنۃ مستحبۃ یثاب فاعلھا ویعاتب منکرھا ومانعھا

جان تو کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادت و معجزات کا ذکر اور اس کے سننے کو حاضر ہونا بے شک سنت ہے مگر یہ ہیئت مجموعی جس میں قیام وغیرہ اشیائے مذکورہ ہوتی ہیں جیسا کہ حرمین شریفین اور تمام دیار عرب کا معمول ہے یہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے جس کے کرنے والے کو ثواب اور منکر ومانع پر عذاب۔

مولانا محمد بن سلیمان لکھتے ہیں۔

نعم اصل ذکر المولد الشریف وسماعہ سنۃ وبہذہ الکیفیۃ المجموعۃ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ وفضیلۃ عظیمۃ مقبولۃ عند اللہ تعالیٰ کما جاء فی اثر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن والمسلمون من زمان السلف الی الان من اھل العلم والعرفان کلھم راوہ حسنا بلا نقصان فلا ینکر ولا یمنع من ذلک الا مانع الخیر والاحسان وذلک عمل الشیطان

" " "

" " "

ہاں اصل ذکر مولد شریف اور اس کا سننا سنت ہے اور اس کیفیت مجموعی کے ساتھ جس میں قیام وغیرہ ہوتا ہے بدعت حسنہ مستحبہ اور بڑی فضیلت پسندیدہ خدا ہے کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں وارد جسے مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور مسلمان سلف سے آج تک علماء و اولیا سب اسے مستحسن بلا نقصان سمجھتے آئے تو اس سے منع و انکار نہ کرے گا مگر وہ وہ کہ خیر اور بھلائی سے روکنے والا ہو گا اور یہ کام شیطان کا ہے۔

مولانا احمد جبلس لکھتے ہیں۔

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ علی المصطفیٰ نعم ذکر ولادۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومعجزاتہ وحلیتہ والحضور لسماعہ وتزیین المکان ورش ماء الورد والبخور بالعود وتعیین الیوم والقیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واطعام الطعام وتقسیم التمر وقراءۃ شئی من القرآن کلھا مستحبۃ بلا شک وریب

خدا کو حمد ہے اور وہ کافی ہے اور مصطفیٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود۔ ہاں ولادت و معجزات و حلیہ شریفہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا اور اس کے سننے کو حاضر ہونا اور مکان سجانا اور گلاب چھڑکانا اور اگر سلگانا اور دن مقرر کرنا اور ذکر ولادت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا

والله تعالے اعلم بالغیب

اور کھانا کھلانا اور حلوے بانٹنا اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھنا سب بلاشک وشبہ مستحب ہے

ذکر میلاد وقیام کے استحباب پر علماء عرب ومصر شام وروم واندلس متفق ہیں

مولانا محمد صالح لکھتے ہیں۔

امة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من العرب والمصر والشام والروم والاندلس وجمیع بلاد الاسلام مجتمع ومتفق علی استحبابه واستحسانه۔

نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی امت عرب ومصر وشام وروم واندلس وتمام بلاد اسلام سے اس کے استحباب واستحسان پر اجماع واتفاق کئے ہوئے ہے اور اسی طرح احمد بن عثمان واحمد بن عجلان ومحمد صدقہ و عبدالرحیم بن محمد زبیدی نے لکھا اور تصدیق کیا

فتوائے علمائے حدیدہ میں مولانا یحییٰ بن مکرم فرماتے ہیں۔ الف فی ذالک العلماء وحثوا علی فعله فقالوا لا ینکرها الا مبتدع فعلی حاکم الشریعة ان یعزره۔ ترجمہ علمائے اس بارے میں کتابیں تالیف فرمائیں اور اس کے فعل پر رغبت دی اور فرمایا اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی تو حاکم شرع پر اس کی تعزیر لازم مولانا علی شامی فرماتے ہیں۔ لا ینکر هذا الا من طبع الله علی قلبه وقد نص علماء السنة علی ... هذا امر مستحسن المثاب علیه ورد والرد الحسن علی منکره الخ۔ ترجمہ۔ اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل پر خدا نے مہر کردی اور بے شک علمائے اہل سنت نے تصریح فرمائی کہ یہ مستحسن وکار ثواب ہے اور منکر کا خوب رد فرمایا ہے۔ مولانا علی بن عبداللہ لکھتے ہیں۔ لا ینکر فیه الا مبتدع یلیق به التعزیر ترجمہ۔ اس میں شک نہیں کرے گا سوائے بدعتی کے جو قابل سزا ہوگا۔

مولانا علی طحان لکھتے ہیں۔ قراءة المولد الشریف والقیام فیه مستحب ومن انکر ذالک

نحو محو دلا یعرف مراتب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ترجمہ۔ مولد شریف پڑھنا
اور اس میں قیام کرنا مستحب ہے اور منکر ہٹ دھرم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی قدر معلوم نہیں۔ مولانا محمد بن داؤد بن عبدالرحمٰن لکھتے ہیں۔ مستحب یثاب فاعلہ ولا
ینکرہ الامبتدع ترجمہ۔ مستحب ہے کرنے والا ثواب پائے گا اور منکر بدعتی) مولانا محمد بن
عبداللہ لکھتے ہیں۔ قراءۃ المولد الشریف والقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وکل شیئ فی السوال حسن بتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن یستحق
التعظیم غیرہ ترجمہ۔ مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
وقت قیام کرنا اور جتنی باتیں سوال میں مذکور ہیں سب بہ سبب تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے حسن ہیں اور حضور کے سوا تعظیم کا مستحق کون ہے مولانا احمد بن محمد بن حلیل لکھتے
ہیں ھو الصواب اللائق بتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلی حاکم الشریعۃ
المطہرۃ زجر من انکر وتعزیرہ ترجمہ۔ یہی حق ہے اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے مناسب پس حاکم شریعت مطہر و پر لازم کہ منکر کو جھڑکے اور سزا دے مولانا عبدالرحمٰن بن
علی حضرمی لکھتے۔ استحسنوا القیام تعظیما لہ اذا جاء ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وما صار تعظیما لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوجب علینا اداؤہ والقیام بہ ولا ینکر ما ذکرنا الا
مبتدع مخالف عن طریق اہل السنۃ والجماعۃ لا استماع ولا اصغاء لکلامہ وعلی
حاکم الاسلام تعزیرہ۔ ترجمہ۔ علماء نے وقت ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی تعظیم ٹھہری تو اس کا ادا کرنا اور بجالانا ہم پر واجب ہوگیا اور اس کا انکار نہ کریگا مگر
بدعتی مخالف طریقہ اہل سنت وجماعت جس کی بات نہ سننے کے قابل نہ توجہ کے لائق اور حاکم
اسلام پر اس کی تعزیر واجب ہے۔

ذکر میلاد و قیام کے استحباب پر سو سے زائد علما کی تصریح

بالجملہ سردست اس قدر کتب وفتاوے وافعال واقوال علماء ائمہ سے اس قیام مبارک

کے استحسان و استحباب کی سند صریح حاضر ہے جس میں سو سے زائد علماء ائمہ کی تحقیق و تصدیق روشن و ظاہر اور رسالہ غایۃ المرام میں علمائے ہند کے بھی فتوے چھپے ہیں جن پر پچاس سے زیادہ مہر و دستخط ہیں اب منصف انصاف کرے آیا اس قدر علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ جدہ و حدیدہ و روم و شام و مصر و دمیاط و یمن و زبید و بصرہ و عزموت و حلب و حبش و برزنج و برع و کرد و داغستان و اندلس و ہند کا اتفاق قابل قبول ارباب عقول نہ ہوگا یا معاذ اللہ یہ عمائد شریعت صدہا سال سے آج تک سب کے سب متبدع و بدمذہب اور ایک بدعت ضلالت کے مستحب و مستحسن ماننے والے ٹھہریں گے تعصب نہ کیجیے تو ہم ایک تدبیر بتائیں ذرا اپنے دل کو خیالات ایں و آں سے رہائی دیجیے اور آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر یوں دل میں مراقبہ کیجیے کہ گویا یہ سینکڑوں اکابر سب کے سب ایک وقت میں زندہ موجود ہیں اور اپنے مراتب عالیہ کے ساتھ ایک مکان عالیشان میں جمع ہوئے اور ان کے حضور مسئلہ قیام پیش ہوا ہے اور ان سب عمائد نے یک زبان ہو کر باآواز بلند فرمایا ہے بیشک مستحب ہے وہ کون ہے جو اسے منع کرتا ہے ذرا ہمارے سامنے آئے اس وقت ان کی شوکت و جبروت کو خیال کیجیے اور شتے چند مانعین ہندوستان میں ایک ایک کا منہ چراغ لے کر دیکھیے کہ ان میں سے کوئی بھی اس عالیشان مجمع میں جا کر ان کے حضور اپنی زبان کھول سکتا ہے اور یوں تو ؎

چو شیراں بر فتند از مرغزار | زند روبہ لنگ لاف شکار!

سواد اعظم کی اتباع لازمی ہے

جسے چاہیئے کہہ دیجئے کہ وہ کیا تھے ہم ان کی کب مانتے ہیں ان کا قول کیا حجت ہو سکتا ہے یہ بھی نہ سہی بالفرض اگر ان سب اکابر سے بیان مسئلہ میں غلط و خطا ہو جائے تو نقل و روایت میں تو معاذ اللہ کذب و افترا نہ کریں گے اب اوپر کی عبارتیں

دیکھیے کہ کتنے علمائے اہل سنت وجماعت وعلمائے بلاد دارالاسلام کا اس فعل کے استحباب واستحسان پر اجماع نقل کیا ہے کیا اجماع اہل سنت بھی پایۂ قبول سے ساقط اور ہنوز دلیل وسند کی حاجت باقی ہے اچھا یہ بھی جانے دو اوران چند ہندیوں کا خلاف کہ وہ بھی جب یہاں کسی طرح کا دینی بندوبست وانتظام نہ رہا اور ہر ایک کو جو منہ میں آئے بک دینے کا اختیار ملا وقت وموقع پاکر بہک اٹھے ہیں قادح اجماع جانو تاہم ہماری طرف سواد اعظم میں تو شک نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار۔ ترجمہ۔ بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو اکیلا رہا اکیلا دوزخ میں گیا اور فرماتے ہیں انما یاکل الذئب القاصیۃ ترجمہ۔ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو گلہ سے دور ہوتی ہے)

انصاف کیجئے تو حضرت امام اجل محقق اعظم سید ناتقی الملۃ والدین سبکی اور اس وقت کے اکابر علما واعیان قضاۃ ومشائخ واسلام کا قیام ہی مسلمانوں کے لئے حجت کافیہ تھا جس کے بعد اور سند کی احتیاج نہ تھی جیسا کہ علامہ جلیل علی بن برہان حلبی وعلامہ انباری وغیرہما علمانے تصریح فرمائی نہ کہ ان ائمہ کے بعد یہ قیام تمام بلاد دارالاسلام کے خواص وعوام میں صدہا سال سے شائع وذائع رہے اور ہزار ہا علما واولیا اس پر اتفاق واجماع فرمائیں جب بھی آپ صاحبوں کے نزدیک لائق تسلیم نہ ہو صد حیف ہزار افسوس کہ قرنہا قرن سے علمائے امت محمدیہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم وسلم سب معاذ اللہ بدعتی وغلط گو وغلط کار ٹھہریں اور سچے پکے سنی بنیں تو یہ چند ہندی جنہیں اس ملک میں احکام اسلام جاری نہ ہونے نے ڈھیلی باگ کر دی انا للہ وانا الیہ راجعون یہ ہے مجمل تحقیق استحباب قیام پر صرف ایک دلیل کی اس کے سوا دلائل متکاثرہ وحجج باہرہ وبراہین قاہرہ قرآن وحدیث واصول وقواعد شرع سے اس پر قائم ہیں جن کی تفصیل وتوضیح در شبہات مانعین کی تذلیل وتفضیح بطرز بدیع ونہج بخیح حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف تاج

العلماء رأس الکملاء سیدی و مولائے خدمت والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد نقی علیخاں صاحب قادری برکاتی احمدی قدس اللہ تعالےٰ سرہ الزکی نے رسالہ مستطابہ اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام میں بما لامزید علیہ بیان فرمائی جسے تحقیق بے عدیل و تدقیق بے عدیل و تدقیق بے مثیل دیکھنے کی تمنا ہو لے مژدہ دیجئے کہ اس پاک مبارک رسالہ کے مائدہ فائدہ سے زلہ ربا ہو رہا یہ کہ یہ قیام ذکر ولادت شریفہ کے وقت کیوں ہے اس کی وجہ نہایت روشن اولاً صدہا سال سے علمائے کرام و بلاد دارالاسلام میں یونہی معمول ثانیاً ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سید المعظمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم

میاں نذیر حسین دہلوی اور ملا مجتہد دہلوی کا تعاقب

ہمارے فرقہ اہل سنت وجماعت پر رحمت الٰہیہ کی تمامی سے ہے کہ اس مسئلے میں بہت منکرین کو اپنے گھر بھی جائے دست و پا زدن باقی نہیں وہ بزور زبان قیام کو بدعت و ناجائز کہتے جاتے ہیں مگر ان کے امام و مولا و مرشد و آقا مجتہد الطائفہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کہ آج دہابیہ ہندوستان کے سر و سرداران کے یہاں لقب شیخ الکل فی الکل کے سزاوار ہیں جن کی نسبت وہابیت ہند کی ناک طائفہ بھر کے بڑے متکلم بے باک کشور توہب کے افسر فوجی میاں بشیر الدین صاحب قنوجی نے اپنے رسالہ ممانعت مجلس وقیام مسمےٰ بہ غایۃ الکلام میں لکھا "زبدۃ المحققین و عمدۃ المحدثین مولانا سید نذیر حسین شاہجہان آبادی از اولیائے عصر و اکابر علمائے ایں زمان است الی آخر الہذیان"۔ یہ حضرت من حیث لایشعر جواز و استحباب قیام

تسلیم فرما چکے امام اجل عالم الامہ کاشف الغمہ سید نا تقی الملۃ والدین سبکی اور ان کے حضار مجلس کا نعت و ذکر حضور اصطفا علیہ افضل التحیۃ والثنا سن کر قیام فرمانا تو ہم اوپر ثابت کر آئے اور اس سے ملا مجتہد دہلوی بھی انکار نہیں کر سکتے کہ خود اسی مسئلہ میں ان کے امام مستند علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے بھی سبل الہدی والرشاد میں یہ حکایت نقل فرمائی اب سنئے کہ مجتہد بہادر اپنے ایک دستخطی مہری مصدقہ فتوے میں کہ فقیر کے پاس اصلی موجود ہے کیا کچھ تسلیم فرماتے ہیں ان امام ہمام کی نسبت لکھا ہے "تقی الدین سبکی کے اجتہاد پر علماء کا اجماع ہے امام علامہ مجتہد ابن حجر مکی ان کی تعریف میں فرماتے ہیں الامام المجمع علی جلالتہ واجتہادہ" یہاں سے صاف ثابت ہوا کہ امام تقی الدین کا مجتہد ہونا ان تیرہ صدی کے مجتہد کو مقبول ہے اور اسی فتوے میں ہے" جب ایک امام صحیح الاجتہاد نے ایک کام کیا تو ضرور ہے کہ اس کا اجتہاد اس کی طرف مؤدی ہوا اور اجتہاد مجتہد بے شک حجت شرعیہ ہے۔

اب کیا کلام رہا کہ اس قیام کے جواز پر حجت شرعیہ قائم اور سنئے اسی فتوے میں ہے" جیسے ائمہ اربعہ کا قول ضلالت نہیں ہو سکتا ایسے ہی کسی مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا جو کہے وہ خبیث خود بدعتی احبار و رہبان پرست ہے کہ مجتہد چاہے اگلا ہو یا پچھلا وہ تو مظہر حکم خدا ہے نہ مثبت" اب تو ماننا پڑے گا کہ جو شخص قیام کو بدعت ضلالت کہے وہ خبیث خود بدعتی احبار و رہبان پرست ہے اور سنئے تمام طائفہ جو ایسی جگہ اس خبط پر ناز کرتا تھا۔ کہ یہ قیام حادث ہے اور حدیث میں محدثات کی مذمت وارد مجتہد صاحب نے یہ دروازہ بھی بند کر دیا کہ اسی فتوے میں ہے خدا نے مجتہدوں کو اس لئے بنایا ہے کہ جو واقعہ تازہ پیدا ہو اس کا ان اماموں پر طعن بعینہٖ قرآن و حدیث پر طعن ہے اور ایسی جگہ حدیث من احدث الخ پڑھنا اوّل تو جھوٹ دوسرے کتنا بے محل الخ اس مقام کا زیادہ احقاق و اکمال اور دلائل مانعین کا ازہاق و ابطال فقیر

غفراللہ تعالیٰ لہ کے رسالہ "الصارم الالہٰی علی عمائد المشرب الواہی" پر محول کہ رد فتوائے مولوی نذیر حسین دہلوی میں زیر قصد تالیف ہے وہاں انشاء اللہ العزیز فیض الہٰی نے طور سے بندۂ اذل ارذل کے لئے کارفرمائے عنایت و اعانت ہوگا کہ جو کچھ لکھا جائے گا محض اقرار و اعتراف عمائد فرقہ سے مثبت ہوگا۔ واللہ الموفق والمعین ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مقام دوم

اس مقام کی شرح و تفصیل مفضی نہایت اطناب و تطویل کہ اگر اس کا ایک حصہ بیان میں آئے تو کتاب مستقل ہو جائے معہذا ہمارے علمائے عرب و عجم بحمداللہ تعالےٰ اس سے فارغ ہو چکے کوئی دقیقہ احقاق حق و ابطال باطل کا اٹھا نہ رکھا علی الخصوص حضرت حامی السنن ماحی الفتن حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت سیدی و مولای خدمت والدم روح اللہ روحہ و نور ضریحہ نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں وہ تحقیقات بدیعہ و تدقیقات منیعہ ارشاد فرمائیں جن کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ حق کے لئے نہیں مگر غایت انجلا و بیان اور باطل کو نصیب نہیں مگر موت بے امان والحمدللہ رب العلمین لہٰذا فقیر یہاں چند اجمالی نکتوں پر بر سبیل اشارہ و ایما اکتفا کرتا ہے اگر اسی قدر چشم انصاف میں پسند آیا فیہا ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ فقیر تفصیل و تکمیل کے لئے حاضر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

نہی کی دلیل شرعی نہ ہو تو وہ مباح ہے

نکتہ ۱۔ اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق وہی تو ممنوع و مذموم ہے باقی سب چیزیں جائز و مباح رہیں گی خاص ان کا ذکر جواز قرآن و حدیث میں منصوص ہو یا

ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو شخص جس فعل کو ناجائز یا حرام یا مکروہ کہے اس پر واجب کہ اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کرے اور جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی جواز کی دلیل کافی ہے جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و مستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ و ماسکت عنہ فھو مما عفا عنہ ترجمہ۔ حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ خدا نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے یعنی اس کے فعل پر کچھ مواخذہ نہیں مرقاۃ میں فرماتے ہیں فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ ترجمہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہونا ہے۔ شیخ محقق شرح میں فرماتے ہیں "وایں دلیل ست برآنکہ اصل در اشیاء اباحت ست"

نصر کتاب الحجۃ میں فرماتے ہیں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ سے راوی ہے۔

قال ان اللہ عزوجل خلقکم وھو	بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں پیدا
اعلم بضعفکم فبعث الیکم رسولا	کیا اور وہ تمہاری ناتوانی جانتا ہے
من انفسکم وانزل علیکم کتابا وحدّ لکم	تو تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا
فیہ حدودا امرکم ان لاتعتدوھا	اور تم پر ایک کتاب اتاری اور اس
وفرض فرائض امرکم ان تتبعوھا	میں تمہارے لئے کچھ حدیں باندھیں اور
وحرم حرمات نھاکم ان تنتھکوھا	تمہیں حکم دیا کہ ان سے نہ بڑھو اور کچھ
وترک اشیاء لم یدعھا نسیانا فلا	فرض کئے اور تمہیں حکم کیا کہ ان کی پیروی
تتکلفوھا وانما ترکھا رحمۃ لکم	کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں اور تمہیں

〃　〃　〃　〃　ان کی بے حرمتی سے منع فرمایا اور کچھ چیزیں
〃　〃　〃　〃　اس نے چھوڑ دیں کہ بھول کر نہ چھوڑیں
〃　〃　〃　〃　ان میں تکلّف نہ کرو اور اس نے تو تم پر رحمت
〃　〃　〃　〃　ہی کے لئے انہیں چھوڑ دیا۔

از خود کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہنا اللہ تعالے پر افترا باندھنا ہے

امام عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی فرماتے ہیں لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالے باثبات الحرمۃ او الکراھۃ الذین لا بد لھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل۔ ترجمہ۔ یہ کچھ احتیاط نہیں ہے کہ کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ کر خدا پر افترا کر دو کہ حرمت و کراہت کے لئے تو دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانی جائے کہ اصل وہی ہے۔ مولانا علی قاری رسالہ اقتدا بالمخالف میں فرماتے ہیں من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ھو الصحۃ واما القول بالفساد او الکراھۃ فیحتاج الی حجۃ من الکتاب او السنۃ او اجماع الامۃ ترجمہ۔ یقینی بات ہے کہ اصل ہر مسئلہ میں صحت ہے اور فساد یا کراہت ماننا یہ محتاج اس کا ہے کہ قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے اس پر دلیل قائم کی جائے اور اس کے سوا بہت آیات و احادیث سے یہ مطلب ثابت اور اکابر ائمہ سلف و خلف کے کلام میں اس کی تصریح موجود یہاں تک کہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے فتوائے مصدقہ مہری دستخطی میں ہے "او مدہوش بے عقل خدا و رسول نے ناجائز کہاں کہا ہے الخ اھ ملخصاً۔

پس مجلس میلاد و قیام وغیرہا بہت امور متنازع فیہا کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی حاجت نہیں شرع سے ممانعت نہ ثابت ہونا ہی ہمارے لئے دلیل ہے تو ہم سے سند مانگنا سخت نادانی اور بحکم مجتہد بہادر عقل و ہوش سے جدائی ہے

ہاں تم جو ناجائز و ممنوع کہتے ہو تم ثبوت دو کہ خدا و رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز فرمایا اگر ثبوت نہ دو اور انشاءاللہ تعالے ہرگز نہ دے سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے شرع مطہر پر افترا کیا ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون سبحٰن اللہ الٹا سند کا مطالبہ ہم سے۔

ہر خصوصیت کا ثبوت شرعی ضروری نہیں

نکتہ ۔ عموم و اطلاق سے استدلال زمانہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے آج تک علماء میں شائع و ذائع یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا تو جہاں اور جس وقت اور جس طرح وہ بات واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی تاوقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے مثلاً مطلق ذکر الٰہی کی خوبی قرآن و حدیث سے ثابت تو جب کبھی کہیں کسی طور پر خدا کی یاد کی جائے گی بہتر ہی ہوگی ہر ہر خصوصیت کا ثبوت شرع سے ضرور نہیں مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یاد الٰہی کرنا ممنوع کہ اس خاص صورت کی برائی شرع سے ثابت غرض جس مطلق کی خوبی معلوم اس کی خاص خاص صورتوں کی جدا جدا خوبی ثابت کرنا ضرور نہیں کہ آخر وہ صورتیں اسی مطلق کی تو ہیں جس کی بھلائی ثابت ہو چکی بلکہ کسی خصوصیت کی برائی ماننا یہ محتاج دلیل ہے مسلم الثبوت میں ہے شاع وذاع احتجاجھم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر اسی میں ہے العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے لیعمل بہ ان یجری فی کل ما صدق علیہ المطلق یہاں تک کہ خود فتوائے مصدقہ نذیریہ میں ہے "جب عام و مطلق چھوڑا تو یقیناً اپنے عموم و اطلاق سے استدلال برابر زمانہ صحابہ کرام سے آج تک بلا نکیر رائج ہے۔

ذکرِ رسول عین ذکرِ الٰہی ہے

اب سنیئے ذکرِ الٰہی کی خوبی شرعاً مطلقاً ثابت قال اللہ تعالیٰ اُذْکُرُوا اللہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا خدا کو یاد کرو بہت یاد کرو) اور نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء اللہ واولیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یاد عین خدا کی یاد ہے کہ ان کی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں معہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد مجالس ومحافل میں یونہی ہوتی ہے کہ حضرت حق تبارک وتعالےٰ نے انہیں یہ مراتب بخشے یہ کمال عطا فرمائے اب چاہے اسے نعت سمجھ لو یعنی ہمارے آقا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جنہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے ایسے درجے دیئے اس وقت یہ کلام کریمہ ورفع بعضھم درجٰت کی قبیل سے ہوگا چاہے حمد سمجھ لو یعنی ہمارا مالک ایسا ہے جس نے اپنے محبوب کو یہ رتبے بخشے اس وقت یہ کلام کریمہ سُبحٰن الذی اسری بعبدہ وکریمہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ کے طور پر ہو جائے گا حق سبحنہ وتعالےٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ؕ اور بلند کیا ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر، امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالےٰ شفا شریف میں اس آیۃ کریمہ کی تفسیر سیدی ابن عطا قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی یعنی حق تعالےٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی یاد بعینہٖ خدا کی یاد ہے پس بحکم اطلاق جس جس طریقہ سے ان کی یاد کی جائیگی حسن ومحمود ہی رہے گی اور مجلس میلاد وصلاۃ بعد اذان وغیرہا کسی خاص طریقہ کے

لیے ثبوت مطلق کے سوا کسی نئے ثبوت کی ہرگز حاجت نہ ہوگی ہاں جو کوئی ان طرق کو ممنوع کہے وہ ان کی خاص ممانعت ثابت کرے اسی طرح نعمت الٰہیہ کے بیان واظہار کا ہمیں مطلقاً حکم دیا گیا قال تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث (اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو) اور ولادت اقدس حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے تو اس کے خوب بیان و اظہار کا نص قطعی قرآن سے ہمیں حکم ہوا اور بیان و اظہار مجمع میں بخوبی ہوگا تو ضرور چاہیئے کہ جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔

نبی کی تعظیم بہر طریق محمود ہے

علیٰ ہذا القیاس نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم مطلقاً ثابت قال تعالیٰ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔ ترجمہ۔ اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو) وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ترجمہ۔ جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بے شک دلوں کی پرہیزگاری سے ہے وقال تعالیٰ ومن یعظم حرمٰت اللہ فذلک خیر لہ عند ربہ ترجمہ۔ جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو یہ بہتر ہے اس کے لئے اس کے رب کے یہاں) پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقہ سے کی جائے گی حسن و......

محمود ہی رہے گی اور خاص طریقوں کے لئے ثبوت جداگانہ درکار نہ ہوگا ہاں اگر کسی خاص طریقہ کی بُرائی بالتخصیص شرع سے ثابت ہو جائے گی تو وہ بے شک ممنوع ہوگا جیسے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا یا جانور ذبح کرتے وقت بجائے تکبیر حضور کا نام لینا اسی لئے امام علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں۔

تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیہا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوہیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم یعنی نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جن میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک کرنا نہ ہو ہر طرح امر مستحسن ہے ان کے نزدیک جن کی آنکھوں کو اللہ تعالےٰ نے نور بخشا ہے) پس یہ قیام کہ وقت ذکر ولادت شریفہ اہل اسلام محض بنظر تعظیم واکرام حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بجالاتے ہیں بیشک حسن ومحمود ٹھہریگا تاوقتیکہ مانعین خاص اس صورت کی برائی کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہ دیں وانی لھم ذلک تنبیہہ یہاں سے ثابت ہوا کہ تابعین وتبع تابعین تو درکنار خود قرآن عظیم سے مجلس وقیام کی خوبی ثابت ہے والحمدللہ رب العلمین۔

منکتہ ۳۔ ہم پوچھتے ہیں تمہارے نزدیک کسی فعل کے لئے رخصت یا ممانعت ماننا اس پر موقوف کہ قرآن وحدیث میں خاص اس کا نام لے کر جائز کہا یا منع کیا ہو یا اس کی کچھ حاجت نہیں بلکہ کسی عام یا مطلق مامور بہ یا عام یا مطلق منہی عنہ کے تحت میں داخل ہونا کفایت کرتا ہے بر تقدیر اوّل تم پر فرض ہوا کہ بالخصوص مجلس وقیام مجلس کے نام کے ساتھ قرآن وحدیث سے حکم ممانعت دکھاؤ۔ بر تقدیر ثانی کیا وجہ کہ ہم سے خصوصیت خاصہ کا ثبوت مانگتے ہو اور باآنکہ یہ افعال اطلاقات ذکر وتحدیث وتعظیم وتوقیر کے تحت میں داخل ہیں جائز نہیں مانتے۔

کسی فعل کی اچھائی یا بُرائی زمانہ پر موقوف نہیں

منکتہ ۴۔ حضرات مانعین کا تمام طائفہ اس مرض میں گرفتار کہ قرن وزمانہ کو حاکم شرعی بنالیا ہے جو نئی بات کہ قرآن وحدیث میں بایں ہیئت کذائی کہیں اس کا ذکر نہیں جب فلاں زمانہ میں ہو تو ضلالت وگمراہی حالانکہ شرعاً وعقلاً کسی طرح

زمانہ کو احکام شرع یا کسی فعل کی تحسین وتقبیح پر قابو نہیں نیک بات کسی وقت میں ہو نیک ہے اور برا کام کسی زمانہ میں ہو برا ہے آخر ملوائے مصر وواقعہ کربلا و حادثہ حرہ و بدعات خوارج وشناعات روافض وخباثات نواصب وخرافات معتزلہ وغیرہا امور شنیعہ زمانہ صحابہ وتابعین میں حادث ہوئے مگر معاذ اللہ اس وجہ سے وہ نیک نہیں ٹھہر سکتے اور بنائے مدارس وتصنیف کتب وتدوین علوم ورد مبتدعین وتعلیم وتعلم نحو وصرف وطرق اذکار و وصور اشغال، اولیائے سلاسل قدست اسرارہم وغیرہا امور حسنہ ان کے بعد شائع ہوئے مگر عیاذاً باللہ اس وجہ سے بد نہیں قرار پا سکتے اس کا مدار نفس فعل کے حسن وقبح پر ہے جس کام کی خوبی صراحتہً یا اشارۃً قرآن وحدیث سے ثابت وہ بے شک حسن ہو گا چاہے کبھی واقع ہو اور جس کام کی برائی تصریحاً یا تلویحاً وارد وہ بیشک قبیح ٹھہرے گا خواہ کسی وقت میں حادث ہو جمہور محققین ائمہ وعلما نے اس قاعدہ کی تصریح فرمائی۔

اگرچہ منکرین براہ سینہ زوری نہ مانیں امام ولی الدین ابو ذرعہ عراقی کا قول پہلے گزرا کہ کسی چیز کا نو پیدا ہونا موجب کراہت نہیں کہ بہتری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب کہ ان کے ساتھ کوئی مفسدہ شرعیہ نہ ہو اسی طرح امام علامہ مرشد ملت حکیم امت سیدنا ومولانا حجۃ الحق والاسلام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی اوپر مذکور رہے کہ صحابہ سے منقول نہ ہونا باعث ممانعت نہیں بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت ماموربہا کا رد کرے اور کیمیائے سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں "اینہمہ اگرچہ بدعت ست واز صحابہ وتابعین نقل نکردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بود نہ شاید کہ بسیاری بدعت نیکو باشد پس بدعتیکہ مذموم ست آنکہ مخالف سنت باشد" امام بیہقی وغیرہ علما حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

المحدثات من الامور ضربان احدھما	نو پیدا باتیں دو قسم ہیں ایک وہ کہ قرآن یا
ما احدث مما یخالف کتابا او سنۃ او اثرا	احادیث یا آثار یا اجماع کے خلاف نکالی

اوا جماعا فھذہ البدعۃ الضلالۃ جائیں یہ تو بدعت گمراہی ہے دوسرے والثانی ما احدث من الخیر اچھی بات کہ احداث کی جائے اور اس میں ولاخلاف فیہ لواحد من ھذہ ان چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بُری نہیں وھی غیر مذمومۃ ۔ " " "

امام علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں والبدعۃ ان کانت مما تندرج تحت مستحسن فھی حسنۃ وان کانت تندرج تحت مستقبح فھی مستقبحۃ والا فھی من قسم المباح ترجمہ۔ بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بُری ہے اور جو دونوں میں سے کسی کے نیچے داخل نہ ہو تو وہ قسم مباح سے ہے) اسی طرح صدہا اکابر نے تصریح فرمائی اب مجلس وقیام وغیرہا امور متنازع فیہا کی نسبت تمہارا یہ کہنا کہ زمانہ صحابہ وتابعین میں نہ تھے لہذا ممنوع ہیں محض باطل ہوگیا۔ ہاں اس وقت ممنوع ہو سکتے ہیں جب تم کافی ثبوت دو کہ خاص ان افعال میں شرعاً کوئی بُرائی ہے ورنہ اگر کسی مستحسن کے نیچے داخل ہیں تو محمود اور بالفرض کسی کے نیچے داخل نہ ہوئے تو مباح ہو کر محمود ٹھہریں گے کہ جو مباح بہ نیت نیک کیا جائے شرعاً محمود ہو جاتا ہے کما فی بحر الرائق وغیرہ کیوں کیسے کھلے طور پر ثابت ہوا کہ ان افعال کی سند زمانہ صحابہ تابعین تبع تابعین سے مانگنا کس قدر نادانی جہالت تھا والحمد للہ

اکابر امت جس کو مستحسن کہیں وہ مستحسن ہے

نکتہ ۵ ۔ بڑی مستند ان حضرات کی حدیث خیر القرون قرنی ہے اس میں بحمد اللہ ان کے مطلب کی بو بھی نہیں حدیث میں تو صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے پھر دوسرا پھر تیسرا اس کے بعد جھوٹ اور خیانت اور تن پروری اور خواہی نخواہی گواہی دینے کا شوق لوگوں میں شائع ہو جائے گا اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ ان زمانوں کے

بعد جو کچھ حادث ہوگا اگرچہ کسی اصل شرعی یا عام مطلق مامور بہ کے تحت میں داخل ہو شنیع و مذموم ٹھہرے گا جو اس کے ثبوت کا دعوےٰ رکھتا ہو بیان کرے کہ حدیث کے کون سے لفظ کا یہ مطلب ہے۔ اے عزیز یہ تو بالبداہتہ باطل کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں شر مطلقاً تھا نہ ان کے بعد خیر مطلقاً رہی ہاں اس قدر میں شک نہیں کہ سلف میں اکثر لوگ خدا ترس متقی پرہیزگار تھے بعد کو فتنے فساد پھیلتے گئے پھر یہ کن میں انہی لوگوں میں علم و محبت اکابر سے بہرہ نہیں رکھتے ورنہ علمائے دین ہر طبقہ اور ہر زمانہ منبع و مجمع خیر رہے ہیں۔

مگر ہوا یہ کہ ان زمانوں میں علم بکثرت تھا کم لوگ جاہل رہتے اور جو جاہل تھے وہ علماء کے فرمانبردار اس لئے شر و فساد کو کم دخل ملتا کہ دین متین دامن علم سے وابستہ ہے اس کے بعد علم کم ہوتا گیا جہل نے فروغ پایا جاہلوں نے سرکشی و خود سری اختیار کی لاجرم فتنوں نے سر اٹھایا اب یہیں نہ دیکھ لیجیے کہ صدہا سال سے علمائے دین مجلس و قیام کو مستحب و مستحسن کہتے چلے آتے ہیں تم لوگ ان کا حکم نہیں مانتے انہیں سرتابیوں نے اس زمانہ کو زمانہ شر بنا دیا تو یہ جس قدر مذمتیں ہیں زمانہ مابعد کے جہال کی طرف راجع ہیں ان سے کون استدلال کرتا ہے نہ ہمارا یہ عقیدہ کہ جس زمانہ کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں وہ مطلقاً محمود ہو جائے گی کلام علما میں ہے کہ جس امر کو یہ اکابر امت مستحب و مستحسن کہیں وہ بے شک مستحب و مستحسن ہے چاہے کبھی واقع ہو کہ علمائے دین کسی وقت میں مصدر و مظہر شر نہیں ہوتے والحمد للہ رب العلمین۔

محدثات حسنہ ہر زمانے میں حسن ہیں

نکتہ ۶۔ اگر کسی زمانہ کی تعریف اور اس کے مابعد کا نقصان احادیث میں مذکور ہوتا اسی کو مستلزم ہو کہ اس زمانہ کے محدثات خیر ٹھہریں اور مابعد کے شر تو اکثر زمانہ صحابہ و تابعین سے بھی ہاتھ اٹھا رکھئے۔

اخرج الحاکم وصححہ عن انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ قال بعثنی بنو المصطلق
الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فقالوا سل لنا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم الی من ندفع صدقاتنا
بعدک فقال الی ابی بکر قالوا فان
حدث بابی بکر حدث قال الی من قال
الی عمر قالوا فان حدث بعمر حدث
فقال الی عثمٰن قالوا فان حدث
بعثمان حدث فقال ان حدث
بعثمٰن حدث فتبا لکم الدھر تبا اھ ملخصا

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے
بنی مصطلق نے حضور سرور عالم صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں
بھیجا کہ حضور سے پوچھوں حضور کے بعد
ہم اپنے اموال زکوٰۃ کسے دیں فرمایا ابوبکر
کو کہا اگر ابوبکر کو کوئی حادثہ پیش آئے فرمایا
عمر کو عرض کی اگر عمر کو کچھ حادثہ واقع ہو
فرمایا عثمٰن کو۔ کہا اگر عثمان کو کوئی حادثہ
مونہہ دکھائے فرمایا اگر عثمان کا بھی واقعہ
ہو تو خرابی ہے تمہارے لئے ہمیشہ
پھر خرابی ہے۔

واخرج ابونُعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سھل بن ابی حثمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی
حدیث طویل قال صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اذا اتی علے ابی بکر اجلہ وعمر وعثمٰن اجلہ فان
استطعت ان تموت فمت۔ ترجمہ۔ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
جب انتقال فرماؤں میں اور ابوبکر و عمر و عثمان تو اگر تجھ سے ہوسکے کہ مرجائے تو مرجانا
واخرج ابونعیم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انا مت وابوبکر و
عمر وعثمان فان استطعت ان تموت فمت۔ ترجمہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں جب انتقال فرماؤں میں اور ابوبکر و عمر وعثمان تو اگر تجھے ہوسکے کہ مرجائے تو مرجانا
واخرج الطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویحک اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت
ترجمہ۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس جب عمر مرجائے
تو اگر مرسکے تو مرجانا حسنہ الامام جلال الدین وفی الحدیث۔

قصہ اب تمہارے طور پر چاہیے کہ زمانہ پاک حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم بلکہ صرف زمانہ شیخین رضی اللہ تعالےٰ عنہما تک خیر رہے پھر جو کچھ حادث ہوا گرچہ عین خلافت حقہ راشدہ سیدنا و مولانا امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ میں وہ معاذ اللہ سب شر و قبیح و مذموم و بدعت ضلالت قرار پائے خدا ایسی بُری سمجھ سے اپنی پناہ میں رکھے اور مزہ یہ کہ ان احادیث کے مقابل حدیث خیر القرون بھی نہیں لا سکتے کہ تمہارے امام اکبر مولوی اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انہیں احادیث اور ان کے امثال پر نظر کر کے حدیث خیر القرون کے معنی ہی کچھ اور بتا گئے ہیں دیکھئے" ازالۃ الخفاء" میں کیا کچھ فرمایا ہے حدیث خیر القرون ذکر کر کے لکھتے ہیں:۔

" بنائے استدلال بر توجیہ صحیح ست کہ اکثر احادیث شاہد آنست قرن اول از زمانہ ہجرت آں حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تا زمان وفات وی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قرن ثانی از ابتدائی خلافت صدیق تا وفات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما و قرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ہر قرنے قریب بہ دوازدہ سال بودہ است قرن در لغت قوم متقاربین فی السن بعد ازاں قومی را کہ در ریاست و خلافت مقترن باشند قرن گفتہ شد چوں خلیفہ دیگر باشد و وزرائی حضور دیگر و امرائے امصار دیگر و رؤسائی جیوش دیگر و حربیان دیگر و ذمیان دیگر تفاوت قرن بہم میرسد"۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

" قرن اول زمان آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) بود از ہجرت تا وفات و قرن ثانی زمان شیخین و قرن ثالث زمان ذی النورین بعد ازاں اختلاف ہا پدید آمد و فتنہا ظاہر گردیدند"

بالجملہ اس قدر میں تو شک نہیں کہ یہ معنی بھی حدیث میں صاف محتمل اور بعد احتمال کے

تمہارا استدلال یقیناً ساقط والحمد للہ رب العلمین

علماء امت کے بارش کی مانند ہیں

نکتہ ۷ ۔ اگر کسی زمانہ کی تعریف حدیث میں آنا اسی کا موجب ہو کہ اس کے محدثات خیر قرار پائیں تو بسم اللہ وہ حدیث ملاحظہ ہو کہ امام ترمذی نے بسند حسن حضرت انس اور امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر و سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت کی اور محقق دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ ۔ ترجمہ ۔ میری امت کی کہاوت ایسی ہے جیسے مینہ کہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا اگلا بہتر ہے یا پچھلا) شیخ محقق شرح میں لکھتے ہیں ۔ کنایت از بودن ہمہ امت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافعست ۔" امام مسلم اپنی صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے راوی لا تزال طائفۃ من امتی قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم او خالفھم حتی یأتی امر اللہ وھم ظاھرون علی الناس ترجمہ ۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ خدا کے حکم پر قائم رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچائے گا جو انہیں چھوڑے گا ۔ یا ان کا خلاف کرے گا ۔ یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آئیگا اسی حال میں کہ وہ لوگوں پر غالب ہوں گے ۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں ۔

" گمان مبر کہ در زمان شرور ہمہ کس شریر بودہ اند وعنایتہائے الٰہی در تہذیب نفوس بیکار افتاد بلکہ اینجا اسرار عجیب است ۔ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ۔ نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند در ہر زمانہ طائفہ را مہبط انوار و برکات ساختہ اند "

کہیئے اب کدھر گئی ان قرون کی تخصیص اور کیوں نہ خیر ٹھہریں گے وہ امور جو علماء و عرفائے مابعد میں بلحاظ اصول و عموم و اطلاق شائع ہوئے والحمد للہ ۔

کسی چیز کے حسن ہونے کا مدار زمانہ پر موقوف نہیں

نکتہ ۸ - صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کے محاورات ومکالمات کو دیکھئے تو وہ خود صاف صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ کچھ ہمارے زمانہ میں ہوتے نہ ہوتے پر مدار خیریت وشریت نہیں دیکھئے بہت نئی باتیں کہ زمانہ پاک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھیں ان کے زمانہ میں پیدا ہوئیں اور وہ انہیں برا کہتے اور نہایت تشدد انکار فرماتے اور بہت تازہ باتیں حادث ہوئیں کہ ان کو بدعت ومحدثات مان کر خود کرتے اور لوگوں کو اجازت دیتے اور خیر وحسن بتاتے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ تراویح کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں: "نعمت البدعۃ ہذہ" ترجمہ۔ کیا اچھی بدعت ہے یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما چاشت کی نسبت فرماتے ہیں ۔ انھا لبدعۃ ونعمت البدعۃ وانھا لمن احسن ما احدث الناس، ترجمہ بیشک وہ بدعت ہے اور کیا ہی عمدہ بدعت ہے اور بے شک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں) سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں احدثتم قیام رمضان فدوموا علی ما فعلتم ولا تترکوا۔ ترجمہ - تم لوگوں نے قیام رمضان نیا نکالا تو اب جو نکالا ہے تو ہمیشہ کئے جاؤ اور کبھی نہ چھوڑنا۔ دیکھو یہاں تو صحابہ کرام نے ان افعال کو بدعت کہکر حسن کیا اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں ایک شخص کو تثویب کہتے سنکر اپنے غلام سے فرمایا۔ اخرج بنا من عند ھذا المبتدع - ترجمہ - نکل چل ہمارے ساتھ اس بدعتی کے پاس سے، سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو نماز میں بسم اللہ بآواز پڑھتے سن کر فرمایا ای بنی محدث ایاک والحدث ترجمہ۔ اے میرے بیٹے یہ نو پیدا بات ہے بچ نئی باتوں سے) یہ فعل بھی اس زمانہ میں واقع ہوئے تھے انہیں بدعت

سیئہ مذمومہ ٹھہرایا۔

تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اپنے زمانہ میں ہونے نہ ہونے پر مدار نہ تھا بلکہ نفس فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا اجازت دیتے ورنہ منع فرماتے اور یہی طریقہ بعینہ زمانۂ تابعین و تبع تابعین میں رائج رہا اپنے زمانہ کی بعض نوپیدا چیزوں کو منع کرتے بعض کو جائز رکھتے اور اس منع و اجازت کیلئے آخر کوئی معیار تھی اور وہ نہ تھی مگر نفس فعل کی بھلائی برائی تو باتفاق صحابہ و تابعین قاعدۂ شرعیہ وہی قرار پایا کہ حسن حسن ہے اگرچہ نیا ہو اور قبیح قبیح ہے گو پرانا ہو پھر ان کے بعد یہ اصل کیونکر بدل سکتی ہے ہماری شرع بحمد اللہ ابدی ہے جو قاعدے اس کے پہلے تھے قیامت تک رہیں گے معاذ اللہ زید و عمرو کا قانون تو ہے ہی نہیں کہ تیسرے سال بدل جائے۔

ہر نیا کام فی نفسہ اچھا ہونا چاہیئے

نکتہ ۹۔ یہ اعتراض کہ پیشوائے دین نے تو یہ فعل کیا ہی نہیں ہم کیونکر کریں زمانۂ صحابہ میں پیش ہو کر رد ہو چکا اور بفرمان جلیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ و سیدنا فاروق اعظم وغیرہما صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرار پا چکا کہ بات کا فی نفسہ نیک ہونا چاہیئے اگرچہ پیشوائے دین نے نہ کی ہو صحیح بخاری شریف میں ہے۔

عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ارسل الی ابوبکر مقتل اھل الیمامۃ فاذا عمر بن الخطاب عندہ قال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذھب

جب جنگ یمامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں

كثير من القرآن واني ارى ان تأمر
بجمع القرآن قلت لعمر كيف تفعل
شيئا لم يفعله رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم فقال عمر هذا والله
خير فلم يزل عمر يراجعني حتى شرح
الله صدري لذلك ورأيت في
ذلك الذي رأى عمر قال زيد قال
ابوبكر انك رجل شاب عاقل لا نتهمك
وقد كنت تكتب الوحي لرسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم فتتبع القرآن
واجمعه فوالله لو كلفوني نقل جبل
من الجبال ماكان اثقل علي مما امرني
به من جمع القرآن قال قلت لابي
بكر كيف تفعلون شيئا لم يفعله
رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم قال هو والله خير فلم يزل
ابوبكر يراجعني حتى شرح الله
صدري للذي شرح له صدر ابي
بكر وعمر فتتبعت القرآن واجمعه
الحديث۔

کہ اگر یونہی لڑائیوں میں حافظ شہید
ہوتے گئے تو بہت قرآن جاتا رہے گا
میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے
جمع کرنے اور ایک جگہ لکھ لینے کا حکم
دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ
وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تم کیونکر
کرو گے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے جواب دیا اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم
کام تو خیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ
عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مجھ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے
یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے میرا سینہ اس
امر کے لئے کھول دیا اور میری رائے عمر
(رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی رائے سے موافق
ہو گئی پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالےٰ عنہ نے جناب زید بن ثابت
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم
دیا انہیں بھی وہی شبہہ گزرا اور عرض کی
بھلا آپ ایسی بات کیونکر کرتے ہیں جو حضور

اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نہ کی صدیق
اکبر نے وہی جواب دیا کہ خدا کی قسم بات
تو بھلائی کی ہے پھر دونوں صاحبوں میں
بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ ان کی رائے
بھی شیخین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی رائے
کے ساتھ موافق ہوئی اور انہوں نے
قرآن عظیم جمع کیا۔

دیکھو جب زید بن ثابت نے صدیق اکبر اور صدیق اکبر نے فاروق اعظم پر اعتراض کیا تو ان حضرات نے یہ جواب دیا کہ نئی بات نکالنے کی اجازت نہ ہوتا تو پچھلے زمانہ میں ہوگا ہم صحابہ ہیں ہمارا زمانہ خیر القرون سے ہے بلکہ یہی جواب فرمایا کہ اگرچہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نہ کیا پر وہ کام تو اپنی ذات میں بھلائی کا ہے پس کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے اور اسی پر صحابہ کرام کی رائے متفق ہوئی اور قرآن عظیم باتفاق حضرات صحابہ جمع ہوا اب غضب کی بات ہے کہ ان حضرات کو سودا اچھلے اور جو بات کہ صحابہ کرام میں طے ہو چکی پھر اکھیڑیں۔

اسلاف کی محبت و تعظیم سراسر خیر ہے

نکتہ ۱۰۔ جو اعتراض ہم پر کرتے ہیں کہ تم کیا صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت و تعظیم میں زیادہ ہو کہ کچھ انہوں نے نہ کیا تم کرتے ہو لطف یہ ہے کہ بعینہ وہی اعتراض اگر قابل تسلیم ہو تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین اور تابعین پر باعتبار صحابہ اور صحابہ پر باعتبار رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وارد مثلاً جس فعل کو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صحابہ و تابعین کسی نے نہ کیا اور تبع تابعین کے زمانہ

میں پیدا ہو تو تم اسے بدعت نہیں کہتے ہم کہتے ہیں اس کام میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین ہی کرتے تبع تابعین کیا ان سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے
ہیں جو انہوں نے نہ کیا یہ کریں گے اسی طرح تابعین کے زمانہ میں جو کچھ پیدا ہوا اس پر
وارد ہوگا کہ بہتر ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وصحابہ کیوں نہ کرتے تابعین
کچھ ان سے بڑھ کر ٹھہرے علیٰ ہذا القیاس جو نئی باتیں صحابہ نے کیں ان میں بھی تمہاری
طرح کہا جائے گا ۔

بزہد و ورع کوش وصدق وصفا   ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ان کی خوبی نہ معلوم ہوئی یا صحابہ کو افعال
خیر کی طرف زیادہ توجہ تھی غرض یہ بات ان مدہوشوں نے ایسی کہی جس کی بناء پر عیاذاً
باللہ عیاذاً باللہ تمام صحابہ وتابعین بھی بدعتی ٹھہرے جاتے ہیں مگر اصل وہی ہے کہ
نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر ایک کام
نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کو کون مانع ہے کہ اسے نہ کریں اور صحابہ نہ کریں
تو تابعین کو کون عائق وہ نہ کریں تو تبع تابعین پر الزام نہیں وہ نہ کریں تو ہم پر مضائقہ نہیں
بس اتنا ہونا چاہیئے کہ شرع کے نزدیک وہ کام برا نہ ہو عجب لطف ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کا قطعاً نہ کرنا تو حجت نہ ہوا اور تبع تابعین کا دو حرفی
ان سب کے نہ کرنے کی اجازت ملی مگر تبع میں وہ خوبی ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تو
اب پچھلوں کے لئے راستہ بند ہوگیا اس بے عقلی کی کچھ بھی حد ہے ۔

اس سے تو اپنے یہاں کے ایک بڑے امام نواب صدیق حسن خان شوہر ریاست
بھوپال ہی کا مذہب اختیار کرلو تو بہت اعتراضوں سے بچو کہ انہوں نے بے دھڑک
فرما دیا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نہ کیا سب بدعت وگمراہی ہے
اب چاہے صحابہ کریں خواہ تابعین کوئی ہو بدعتی ہے یہاں تک کہ لوجہ تمد وبیع ترادیح

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو معاذ اللہ گمراہ ٹھہرا دیا اور اعدائے دین کے پیر و مرشد عبداللہ ابن سبا کی روح مقبوح کو بہت خوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجلس وقیام کا انکار کرتے کرتے کہاں تک نوبت پہنچی اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رکھے آمین۔

نکتہ ۱۱۔ امام علامہ احمد بن قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔ الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع۔ ترجمہ کرنے سے تو جواز سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی) شاہ عبدالعزیز صاحب مغفور تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں "نکردن چیزے دیگرست و منع فرمودن چیزے دیگر" الخ ملخصاً۔ تمہاری جہالت کہ تم نے کسی فعل کے نہ کرنے کو اس فعل سے ممانعت سمجھ رکھا ہے۔

اصحاب رسول اعلاء کلمۃ اللہ کی مصروفیت کے باعث امور جزئیہ و رد شبہات پر توجہ نہ دے سکے

نکتہ ۱۲۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست ؛ حقیقۃ الامر یہ ہے کہ صحابہ وتابعین کو اعلائے کلمۃ اللہ و حفظ بیضۂ اسلام ونشر دین متین و قتل و قہر کافرین واصلاح بلاد وعباد و اطفائے آتش فساد واشاعت فرائض وحدود الٰہیہ واصلاح ذات البین ومحافظت اصول ایمان وحفظ وروایت حدیث وغیرہا امور کلیہ مہمہ سے فرصت نہ تھی لہذا یہ امور جزئیہ مستحبہ تو کیا معنے بلکہ تاسیس قواعد و اصول وتفریع جزئیات وفروع وتصنیف وتدوین علوم ونظم دلائل حق ورد شبہات اہل بدعت وغیرہا امور عظیمہ کی طرف بھی توجہ کامل نہ فرما سکے جب بفضل اللہ تعالیٰ ان کے زور بازو نے دین الٰہی کی بنیاد مستحکم کردی اور مشارق ومغارب میں ملت حنفیہ کی جڑ جم گئی۔

اس وقت ائمہ و علمائے مابعد نے تخت و بخت ساز گار پاکر بیخ و بن جمانے والوں کی ہمت بلند کے قدم لئے اور باغبان حقیقی کے فضل پر تکیہ کر کے اہم فالاہم کاموں میں مشغول ہوئے اب تو بے خلش صرصر واندیشۂ سموم اور ہی آبیاریاں ہونے لگیں۔ فکر صائب نے زمین تدقیق میں نہریں کھودیں ذہن رواں نے زلال تحقیق کی ندیاں بہائیں علماء اولیاء کی آنکھیں ان پاک مبارک نونہالوں کے لئے بھالے بنیں خواہان دین و ملت کی نسیم انفاس متبرکہ نے عطر بازیاں فرمائیں یہاں تک کہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا باغ ہرا بھرا پھولا پھلا لہلہایا اور اس کے بھینے پھولوں، سہانے پتوں نے چشم و کام و دماغ پر عجب ناز سے احسان فرمایا والحمدللہ رب العلمین اب اگر کوئی جاہل اعتراض کرے کہ یہ کنپھیاں جواب پھوٹیں جب کہاں تھیں۔ یہ پتیاں جواب نکلیں پہلے کیوں نہاں تھیں۔ یہ پتلی پتلی ڈالیاں جواب جھومتی ہیں نو پیدا ہیں یہ ننھی ننھی کلیاں جواب مہکتی ہیں تازہ جلوہ نما ہیں اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ جاتے تو اس کی حماقت پر اس الٰہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا کہ او جاہل اگلوں کو جڑ جمانے کی فکر تھی وہ فرصت پاتے تو یہ سب کچھ کر دکھاتے آخر اس سفاہت کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ نادان اس باغ کے پھل پھول سے محروم رہے گا بھلا غور کرنے کی بات ہے۔

ایک حکیم فرزانہ کے گھر آگ لگی اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھولے بھالے اندر مکان کے گھر گئے اور لاکھوں روپوں کا مال اسباب بھی تھا اس دانشمند نے مال کیطرف مطلق خیال نہ کیا اپنی جان پر کھیل نہ کیا اپنی جان پر کھیل کر بچوں کو سلامت نکال لیا یہ واقعہ چند بے خرد بھی دیکھ رہے تھے اتفاقاً ان کے یہاں بھی آگ لگی یہاں نرا مال ہی مال تھا کھڑے ہوئے دیکھتے رہے۔ اور سارا مال خاکستر ہوگیا۔ کسی نے اعتراض کیا تو بولے تم تو احمق ہو ہم اس حکیم دانشور کی آنکھیں دیکھے ہوئے ہیں اس کے گھر آگ لگی تھی تو اس نے مال کب نکالا تھا جو ہم نکالتے مگر بے وقوف اتنا نہ سمجھے کہ اس اولوالعزم حکیم کو بچوں کے بچانے سے

فرصت کہاں تھی کہ مال نکالتا نہ یہ کہ اس نے مال نکالتا بُرا جان کر چھوڑا تھا اللہ تعالےٰ کسی کو اوندھی سمجھ نہ دے آمین۔

آج کے بیشمار امور قرون ثلاثہ میں نہ تھے

نکتہ ۱۳۔ ہم نے مانا کہ جو کچھ قرون ثلثہ میں نہ تھا سب منع ہے اب ذرا حضرات مانعین اپنی خبر لیں یہ مدرسے جاری کرنا اور لوگوں سے ماہوار چندہ لینا اور طلبہ کے لئے مطبع نولکشور سے فیصدی دس روپے کمیشن لے کر کتابیں منگانا اور تخصیص روز جمعہ بعد از نماز جمعہ وعظ کا التزام کرنا جہاں وعظ کہنے جائیں نذرانہ لینا دعوتیں اڑانا مناظروں کے لئے پنچ اور جلسے مقرر کرنا۔ مخالفین کے رَد میں کتابیں لکھوانا۔ چھپوانا۔ واعظوں کا شہر بشہر گشت لگانا۔ صحاح کے دو دو ورق پڑھ کر محدثی کی سند لینا اور ان کے سوا ہزاروں باتیں کہ سب اکابر واصاغر طائفہ میں بلانکیر رائج ہیں قرون ثلثہ میں کب تھیں اور ان پیشوایان فرقہ جدیدہ کا تو ذکر ہی کیا جو دو دو روپے نذرانہ لے کر مسئلوں پر مہر کریں مدعی مدعا علیہ دونوں کے ہاتھ میں حضرت کا فتویٰ حج کو جائیں تو حمایت کے لئے کمشنر دہلی وکمشنر بمبئی کی چٹھیاں ضرور ہوں شاید یہ باتیں قرون ثلثہ میں تھیں یا تمہارے لئے پروانہ معافی آگیا ہے کہ جو چاہو کرو تم پر کچھ مواخذہ نہیں یا یہ نکتہ چینیاں انہیں باتوں میں ہیں جنہیں تعظیم ومحبت حضور سرور دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علاقہ ہو باقی سب حلال وشیر مادر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاکبر۔

حضور اکرم کا ادب بہر طریق محمود ہے

نکتہ ۱۴۔ واجبُ الحفظ۔ افسوس کیا الٹا زمانہ ہے امور تعظیم وادب میں سلف صالح سے آج تک برابر ائمہ دین کا یہی داب رہا ہے کہ ورود وعدم ورود

خصوصیات پر نظر نہ کی بلکہ تصریحًا قاعدہ کلیہ بتایا کل ماکان ادخل فی الادب و الاجلال کان حسنًا۔ ترجمہ جس بات کو نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر ہے۔ کما صرح بہ الامام المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس سیدی کمال الملۃ والدین محمد فے فتح القدیر و تلمیذہ الشیخ رحمۃ اللہ السندی فے المنسک المتوسط واقرہ الفاضل القاری فی المسلک المتقسط و اشرہ فی العالمگیریہ وغیرھا اور امام ابن حجر کا قول گذرا کہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہر طرح بہتر ہے جب تک کہ الوہیت اللہ میں شریک نہ ہو اسی لیے سلفا و خلفًا جس مسلمان نے کسی نئے طریقہ سے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ادب کیا اس ایجاد کو علما نے اس کے مدائح میں شمار کیا نہ یہ کہ معاذاللہ بدعتی گمراہ ٹھہرا دیا یہ بلا انہیں مدعیان دین و ادب میں پھیلی کہ ہر بات پر پوچھتے ہیں فلاں نے کب کیں فلاں نے کب کیں حالانکہ خود ہزاروں باتیں کرتے ہیں جو فلاں نے کیں۔ نہ فلاں نے مگر یہ بھی طرق تعظیم نبی کریم علیہ وعلے آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کے گھٹانے مٹانے کے لئے ایک حیلہ نکال کر زبان سے کہتے جائیں ع۔ لعدا ز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر،

اور بلطائف حیل جہاں تک بن پڑے امور محبت و تعظیم میں کلام کرتے جائیں آخران کا امام اکبر تقویۃ الایمان میں تصریح کر چکا کہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعریف ایسے کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں سے کمی کرو یہ ایمان ہے یہ دین اور یہ دعویٰ ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ خیر بات بڑھتی ہے مطلب پر آیئے ہاں تو اگر میں اُن امور کا استیعاب کروں جو دربارۂ آداب و تعظیم حادث ہوتے گئے اور اس احداث کو علما نے موجد کے مدائح سے گنا تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے لہٰذا چند مثالوں پر اقتصار کرتا ہوں۔

مثال ۱۔ سیدنا امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ رضی اللہ تعالےٰ

عنہ با آنکہ مثل سیدنا عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اتباع سلف وصحابہ کرام کا اہتمام
میں نہایت ہی اہتمام رکھتے تھے اس پر ان کے ایمان ومحبت کا تقاضا ہوا کہ ادب حدیث خوانی
میں وہ وہ باتیں ایجاد فرمائیں جو صحابہ وتابعین سے ہرگز منقول نہ ہوئیں اور وہ ایجاد
تمام علماء کے نزدیک امام مالک کے فضائل جلیلہ سے ٹھہرا اور ان کی غایت ادب و
محبت پر دلیل قرار پایا امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ شفا شریف میں لکھتے ہیں۔

قال مطرف كان اذا اتى الناس مالكا
خرجت اليهم جارية فتقول لهم
يقول لكم الشيخ تريدون الحديث
او المسائل فان قالوا المسائل خرج اليهم
وان قالوا الحديث دخل مغتسله واغتسل
واغتسل وتطيب ولبس ثيابا جددا
ولبس ساجة وتعمم ووضع على
راسه رداءه وتلقى له منصة فيخرج
فيجلس عليها وعليها الخشوع ولا
يزال يبخر بالعود حتى يفرغ من
حديث رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم قال غيره ولم يكن يجلس
على تلك المنصة الا اذا حدث عن
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
قال ابن ابی اویس فقیل لمالک فی ذلک
فقال احب ان اعظم حديث رسول الله

یعنی جب لوگ مالک بن انس کے پاس
علم حاصل کرنے آتے ایک کنیز آکر پوچھتی شیخ
تم سے فرماتے ہیں تم حدیث سیکھنے آئے
ہو یا فقہ ومسائل اگر انہوں نے جواب دیا فقہ
ومسائل جب تو آپ تشریف لے آتے اور اگر
کہا حدیث تو پہلے غسل فرماتے خوشبو لگاتے
نئے کپڑے پہنتے طیلسان اوڑھتے اور عمامہ
باندھتے چادر سر مبارک پر رکھتے ان کے
لئے ایک تخت مثل تخت عروس بچھایا جاتا اس
وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خشوع
وخضوع اس پر جلوس فرماتے اور جب تک
حدیث بیان کرتے تھے اگر سلگاتے اور
اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان
کرنا ہوتی حضرت سے اس کا سبب پوچھا
گیا فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیث

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا احدث بہ الا علے طہارۃ متمکنا " — رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم کروں اور میں حدیث نہیں بیان کرتا جب تک وضو کرکے خوب سکون ووقار کیساتھ نہ بیٹھ لوں "

مثال ۲ ۔ اسی میں ہے کان مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یرکب دابۃ بالمدینۃ وکان یقول استحیی من اللہ تعالیٰ ان اطا تربۃ فیہا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بحافر دابۃ ۔ ترجمہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے مجھے شرم آتی ہے خدا تعالےٰ سے کہ جس زمین میں حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں اسے جانور کے سم سے روندوں ۔

مثال ۳ ۔ اسی میں ہے وقد حکی ابو عبد الرحمٰن السلمی عن احمد بن فضلویہ الزاہد وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال ما مست القوس بیدی الا علے طہارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ ترجمہ امام ابوالرحمٰن سلمی احمد بن فضلویہ زاہد غازی تیر انداز سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کمان بے وضو ہاتھ سے نہ چھوئی جب سے سنا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کمان دست اقدس میں لی ہے ۔

مثال ۴ ۔ امام ابن حاج مالکی کہ متندین مانعین سے ہیں اور احداث کی ممانعت میں نہایت تصلب رکھتے ہیں مدخل میں فرماتے ہیں وتقدمت حکایۃ بعضہم انہ جاور بمکۃ اربعین سنۃ ولم یبل فی الحرم ولم یضطجع فمثل ھذا یستحب لہ المجاورۃ او تومر بھا ۔ ترجمہ ۔ بعض صالحین چالیس برس مکہ معظمہ کے مجاور رہے اور کبھی حرم محرم میں پیشاب نہ کیا نہ لیٹے ابن حاج کہتے ہیں ایسے شخص کو مجاورت مستحب ہے یا یوں کہیے کہ اسے مجاورت کا حکم دیا جائے گا ۔

مثال ۵ ۔ اسی میں ہے ۔

وقد جاء بعضہم الی زیارۃ صلے اللہ — بعض صالحین زیارت نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ

تعالیٰ علیہ وسلم فلم یدخل المدینۃ بل
زار من خارجہا ادبا منہ رحمہ اللہ تعالیٰ
مع نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیل
لہ الا تدخل فقال امثلی یدخل بلد سید
الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا اجد
نفسی تقدر علی ذلک او کما قال
" " "

وسلم کے لئے حاضر ہوئے تو شہر میں نہ گئے
بلکہ باہر سے زیارت کرلی اور یہ ادب تھا
اس مرحوم کا اپنے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے ساتھ اس پر کسی نے کہا اندر نہیں
چلتے کہا کیا مجھ سا داخل ہو سید الکونین
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے شہر میں، میں اپنے
میں اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

مثال ۶۔ اسی میں ہے۔ قد قال لی سیدی ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لما ان دخل مسجد المدینۃ ما جلست فی المسجد الا الجلوس فی الصلوٰۃ او کلاما ھذا معناہ و ما زلت واقفا ھناک حتی رحل الرکب۔

ترجمہ۔ یعنی مجھ سے میرے سردار ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں مسجد مدینہ طیبہ میں داخل ہوا جب تک رہا مسجد شریف میں قعدۂ نماز کے سوا نہ بیٹھا اور برابر حضور میں کھڑا رہا جب تک قافلہ نے کوچ کیا

مثال ۷۔ اس کے متصل انہیں امام سے نقل کرتے ہیں۔

ولم اخرج الی البقیع ولا غیرہ ولم ازر
غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان قد
خطر لی ان اخرج الی البقیع الغرقد فقلت
الی این اذھب ھذا باب اللہ تعالیٰ المفتوح
للسائلین والطالبین والمنکسرین والمضطرین
والفقراء والمساکین ولیس ثم من یقصد
مثلہ فمن عمل علی ھذا ظفر ونجح بالمامول

میں حضوری چھوڑ کر نہ بقیع کو گیا نہ کہیں
اور گیا نہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم
کے سوا کسی کی زیارت کی اور ایک دفعہ
میرے دل میں آیا تھا کہ زیارت بقیع کو
جاؤں پھر میں نے کہا کہاں جاؤں گا یہ ہے
اللہ کا دروازہ کھلا ہوا سائلوں اور مانگنے
والوں اور دل شکستوں اور بے چاروں اور

والمطلوب اوکما قال	مسکینوں کے لئے اور وہاں حضور اقدس
" " "	صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سوا کون ہے
" " " "	جس کا قصد کیا جائے۔ فرماتے ہیں پس جو
" " "	کوئی اس پر عمل کریگا ظفر پائے گا اور مراد و مطلب
. . . .	ہاتھ آئے گا۔

اب فقیر سرکار قادریہ غفر اللہ تعالےٰ لہ بھی اس فتوے کو انہیں مبارک لفظوں پر ختم کرتا ہے کہ جو کوئی اس پر عمل کرے گا ظفر پائے گا اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا انشاء اللہ تعالےٰ اور اپنے رب کریم تبارک و تعالےٰ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ فتویٰ نہ صرف مسئلہ قیام ہی میں بیان کافی و برہان شافی ہو بلکہ بحول اللہ تعالیٰ اکثر مسائل نزاعیہ میں قول فیصل قرار پائے اور جسے خدا چاہے اس کے لئے شاہراہ تحقیق پر مشعل ہدایت ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلے اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ وسراج افقہ سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ آمین آمین آمین

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

برکاتی پبلشرز

۱۲۳- چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی نمبر۲

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
کے تعویذات اور عملیات کا مجموعہ

مجموعہ اعمال رضا

حصہ اول و دوم

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

برکاتی پبلشرز
۱۲۳ چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی نمبر ۲

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
کے تعویذات اور عملیات کا مجموعہ

مجموعہ اعمالِ رضا

حصہ اول و دوم

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

برکاتی پبلشرز
۱۲۳ چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی نمبر ۲